AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

Important Standards of Islamic Food Quality Management in the Selection of Foods and Beverages

اشیائے خوردنوش (ماکولات ومشروبات) کے انتخاب میں اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اہم معیارات

Hafiz Muhammad Abdullah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University Lahore / SST, WAPDA Inter College Mangla Dam Mirpur AJK
hafizmuhammadabdullah53@gmail.com
https://orcid.org/0009-0001-7167-8164
Muhammad Naimat Ullah
Doctoral Candidate Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, Lower Mall Campus, University of Education, Lahore / Librarian, Govt. Mines Labour Welfare College For Boys, Makerwal Mianwali
muhammadnaimatullah53@gmail.com
https://orcid.org/0009-0004-9412-1686
Farida Noreen
Doctoral Candidate Islamic Studies, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore. Visiting Lecturer Islamic Studies, University of the Education, Lahore.
faridanoreen53@gmail.com
https://orcid.org/0009-0009-5486-4510

Abstract

Food is a Persian language word. In Feroze-ul-Ghat, it means "food and drink" and "grain of water". In the Holy Qur'an, the words kulwa and washrabuwa have come from the verb ``Aql" and ``Sharb". Quality is related to customer requirements. Concepts of quality in quality theory are understood differently by different people because different people have different needs and preferences. The art of quality management includes managing quality, handling quality, controlling quality and directing the degree of optimal quality provided by a product or service. The objects that man creates himself is the owner and he knows the quality of his objects better than the user, the user depends on the creator. The quality that the creator sets is final for the user. The creator of the universe, explaining the creation of food and drink in the Qur'an, gave complete guidance to the Ummah Muhammadiyah ﷺ that the creator of them is Allah and the creator of the universe is the creator of the universe. In view of the physical and mental health of human beings, Allah

subhanahu wa ta'ala declared the pure things in the food items as halal and permissible while the undesirable and harmful things are forbidden.

This research explores the core principles of Islamic Food Quality Management in the selection of edible items (Makulat wa Mashroobat), as derived from the Qur'an and Sunnah. The study identifies twenty-seven essential standards that guide Muslims in ensuring that food consumption remains within the boundaries of Shariah, while also promoting physical health, spiritual well-being, and social harmony. These standards encompass a holistic approach—beginning with positive thinking and trust in Allah as the sole provider of sustenance, maintaining gratitude, differentiating between halal and haram, and upholding ethical food acquisition practices. The criteria address lawful sources of food, proper slaughter methods, prohibition of harmful and impure items, and avoidance of injustice in trade. By systematically examining each standard, the paper highlights the integration of faith, ethics, and quality assurance in Islamic dietary laws, offering a comprehensive model for modern halal food governance and consumer awareness. We pray to Allah the Almighty to grant the Muhammadan Ummah ﷺ the guidance of the Qur'an to use halal food and drink. Amen.

Key words: Islamic Food Quality Management, Halal, Tayyib, Shariah-based Standards, Makulat wa Mashroobat, Ethical Consumption, Qur'an and Sunnah, Food Safety, Islamic Dietary Laws, Halal Certification. Allah's command, Halal Foods, Haram Foods, Quality Management, Standard

تمہید

ماکولات و مشروبات انسانی زندگی کا وہ جمالیاتی اور حیاتیاتی باب ہے، جو نہ صرف بدن کی بقا کا ذریعہ ہے بلکہ روح کی تہذیب، تہذیبِ زندگی اور معاشرتی اقدار کی آئینہ داری بھی کرتا ہے۔ انسان جو کھاتا ہے، وہی اس کی فطرت، کردار اور روحانی کیفیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسلام نے جہاں زندگی کے تمام گوشوں میں اعتدال، پاکیزگی اور حسنِ انتخاب کی تلقین کی ہے، وہیں کھانے پینے کے باب میں بھی نہایت نفیس اور جامع اصول وضع کیے ہیں۔ قرآن حکیم نے ماکولات و مشروبات کو صرف جسمانی ضروریات کی تکمیل تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اسے شکر، تقویٰ، طہارت اور عبودیت کے ساتھ جوڑا۔ یہ خوراک صرف پیٹ بھرنے کی مشق نہیں بلکہ ربّ کے دیے گئے رزق پر غور و فکر، شکر گزاری اور اعترافِ نعمت کی عبادت ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے جو انسان کی جسمانی، روحانی اور معاشرتی ضروریات کے توازن کو یقینی بناتا ہے۔ اشیائے خورد و نوش میں معیارِ حلال و حرام کا تعین قرآن و سنت کی روشنی میں کیا گیا ہے تاکہ انسان کا رزق پاکیزہ ہو اور اس کے اثرات مثبت ہوں۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ ایک ایسا مربوط نظام ہے جو نہ صرف صحت و صفائی بلکہ عقیدہ، اخلاق اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ اس میں رزق کے حصول، انتخاب اور استعمال کے لیے واضح اصول مقرر کیے گئے ہیں جو انسان کو شکر، اطمینان اور حلال و طیب کھانے کی ترغیب دیتے ہیں، اور ناجائز، مضر اور غیر شرعی ذرائع سے بچاتے ہیں۔ اللہ نے قرآن حکیم میں اسلامی کوالٹی مینجمنٹ کے معیارات مقرر کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔ سوچ مثبت رکھیں کہ رزق دینے والی ذات اللہ ہے۔ اطمینان قلب رکھیں کہ اللہ رزق کشادہ کرنے والا ہے۔ یقین محکم رکھیں کہ اللہ ہی رزق کا مالک ہے۔ یقین مستحکم رکھیں کہ مقرر وقت کے بعد رزق ختم کر دیا جائے گا۔ پختہ یقین رکھیں کہ زیر سایہ افراد کے رزق کا مالک اللہ ہے۔ پاکیزہ رزق سے اولاد آدم کو فضیلت دینا۔ اللہ کی مہربانی سے ملنے والے رزق پر شکر ادا کرنا۔ اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھانا اور پینا۔ حلال اور طیب کھانا۔ اعلیٰ معیار کھانوں میں پھلوں کا کثرت سے انتخاب۔ اللہ کے نام سے ذبح شدہ جانور کا گوشت کھانے کا حکم۔ حلال اور

حرام میں فرق کرنا۔ زوجہ کی طرف سے بخشے گئے مہر کی رقم کا حلال ہونا۔ سمندر کے جانوروں کا شکار حلال ہونا۔ اللہ کے نام لیتے ہوئے سکھائے گئے شکاری جانور سے شکار کرنا حلال ہونا۔ اہل کتاب کے پکے ہوئے حلال اور طیب کھانے کا حلال ہونا۔ آسمان سے نازل کردہ کھانے کا پاکیزہ اور حلال ہونا۔ نادانوں کو مال دینا حرام، مگر انہیں کھلانا حلال۔ وراثت میں ملنے والے رزق کا حلال ہونا۔ سرپرست فقراء کے لیے یتیم کے مال کا استعمال حلال ہونا۔ یتیم کے مال کا ناجائز استعمال حرام ہونا۔ ناپ تول میں کمی سے حاصل مال کا حرام ہونا۔ احرام کی حالت میں شکار حرام ہونا۔ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ، سور اور خون کا حرام ہونا۔ گلا گھونٹنے، چوٹ یا درندے کے شکار سے مرنے والے جانور کا حرام ہونا۔ جوئے کی رقم اور شراب کا حرام ہونا۔ عذابِ الٰہی سے ہلاک شدہ جانور کا حرام ہونا۔ مسلمان کی حیثیت سے ہمیں ان معیارات کے ذریعے حلال اور طیب اشیائے خورونوش (ماکولات و مشروبات) کے استعمال کو یقینی بنانا چاہیے ۔ اللہ کریم سے دعا ہے امت محمدیہ ﷺ کو قرآن سے رہنمائی لیتے ہوئے حلال اشیائے خورونوش کو استعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعارف

ماکولات (جمع: مأکول) عربی لفظ ہے، جس کا مطلب ہے: "کھائی جانے والی چیزیں" یعنی تمام خوراک یا غذائیں جو انسان کھاتا ہے، جیسے اناج، گوشت، پھل، سبزیاں، وغیرہ۔ مشروبات (جمع: مشروب) سے مراد ہے: "پینے والی چیزیں" یعنی وہ تمام مائع اشیاء جو انسان پیتا ہے، جیسے پانی، دودھ، جوس، شربت، قہوہ، چائے، وغیرہ۔ ماکولات و مشروبات سے مراد وہ تمام حلال و پاکیزہ غذائیں اور مشروبات ہیں، جو انسانی جسم کی بقاء، توانائی، نشو و نما، اور صحت کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ اشیاء انسانی جسم کو ضروری غذائی اجزاء (nutrition) فراہم کرتی ہیں، جیسے پروٹین، کاربوہائڈریٹس، چکنائی، وٹامنز، اور منرلز۔ اسلام میں ماکولات و مشروبات کے انتخاب کے لیے حلت و حرمت کا اصول بنیادی ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں: صرف طیب (پاکیزہ) اور حلال (شرعی طور پر جائز) ماکولات و مشروبات کی اجازت ہے۔ حرام چیزیں جیسے مردار، خون، سور کا گوشت، اور شراب وغیرہ ممنوع ہیں۔ کھانے پینے میں اعتدال (میانہ روی) اور شکر گزاری کا حکم دیا گیا ہے۔

ماکولات کی اقسام میں نباتاتی غذائیں (پھل، سبزیاں، اناج)، حیوانی غذائیں (گوشت، دودھ، انڈے، مچھلی)، مصنوعی و تیار شدہ خوراکیں (بیکری، فاسٹ فوڈ) اور مشروبات کی اقسام میں قدرتی مشروبات (پانی، دودھ، ناریل پانی)، تیار کردہ مشروبات (جوس، شربت، چائے، قہوہ)، منع مشروبات (شراب، نشہ آور مشروبات) شامل ہیں۔ ماکولات و مشروبات انسانی زندگی کا بنیادی حصہ ہیں۔ ان کا صحیح اور متوازن استعمال جہاں جسمانی صحت کا ضامن ہے، وہیں اسلامی اصولوں کے مطابق ان کا استعمال روحانی پاکیزگی، تقویٰ اور شکر گزاری کی علامت بھی ہے۔

ماکولات و مشروبات صرف جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے ذرائع نہیں بلکہ روح، فکر اور کردار کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں حلال و طیب غذا کا تصور، اخلاق، روحانیت اور معاشرتی سلامتی سے مربوط ہے۔ رزقِ حلال انسان کے اعمال و اخلاق میں نرمی، عاجزی اور صداقت پیدا کرتا ہے۔ حرام و مشتبہ غذا دل کو سیاہ کرتی ہے اور دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی ہے (مسند احمد)۔ غذائی طہارت دل کی طہارت سے جُڑی ہوئی ہے (ابن قیم، زاد المعاد)۔

قرآن سے ماکولات و مشروبات کا ذکر ان الفاظ میں ہوتا ہے۔ **كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا**۔[1] "زمین کی چیزوں میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ" یہ آیت نہ صرف حلال ہونے کی شرط لگاتی ہے بلکہ پاکیزگی (طیب) کو بھی لازمی قرار دیتی ہے، جو کوالٹی کنٹرول کا پہلا اصول ہے۔ **وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا**۔[2] اور ہم نے تمھیں میٹھا (خالص) پانی پلایا۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پینے کے لیے جو مشروبات عطا کیے ہیں، وہ فطری اور پاکیزہ ہونے چاہییں۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ "**إنَّ اللَّهَ طيِّبٌ لا يَقبلُ إلَّا طيِّبًا**"[3] "اللہ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو قبول کرتا ہے" یہ معیار ہمیں بتاتا ہے کہ خوراک کی روحانی اور اخلاقی حیثیت بھی اہم ہے۔

حرام مشروبات کی ممانعت میں سورۃ المائدہ کی آیت 90 ہے جس میں شراب سے منع کیا۔ یہ آیت مشروبات میں معیارِ طہارت وصحت کا اسلامی تصور واضح کرتی ہے۔ اسلام کا پیغام یہی ہے کہ ماکولات ومشروبات صرف جسمانی تغذیہ نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی صحت کا بھی ذریعہ ہیں۔ جو خوراک زبان سے اتر کر قلب و نظر کو متاثر کرے، وہی طیب و طاہر غذا کہلاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں خوراک کو "رزقِ حلال"، "نعمتِ ربانی" اور "عبادت کا ذریعہ" قرار دیا گیا ہے۔

ماکولات اور مشروبات کا جدید تناظر اور اسلامی رہنمائی کے حوالے سے جائزہ لیں تو ہمیں مختلف اصلاحات جانچنے کو ملتی ہے۔

پہلو	اسلامی رہنمائی احادیث مبارکہ سے	جدید معیار
فوڈ سیفٹی	"لا ضرر و لا ضرار" (کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ)	HACCP, ISO 22000
فوڈ ایتھکس	"الحلال بيّن و الحرام بيّن" (حلال و حرام واضح ہیں)	Ethical Labeling, Halal Certification
صفائی و حفظان صحت	"الطهور شطر الإيمان" (صفائی آدھا ایمان ہے)	Hygiene Standards, FSSC Guidelines

ماکولات اور مشروبات کے ذائقوں کو فقہی اصول کے مطابق جانچنے اور پرکھنے کے لیے ہمیں عبارات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اصول: "كل شيءٍ نافعٍ للبدن، ولم يرد فيه نصٌّ بتحريمه، فهو حلال." ہر وہ چیز جو انسان کے جسم و جان کے لیے نافع ہو اور شریعت نے منع نہ کیا ہو، وہ حلال ہے۔" امام نووی رحمہ اللہ کا قول: "الطَّيِّب: ما لا يضر، ولا ينجّس، ولا يحرُم"[4] "طیب وہ چیز ہے جو نہ نقصان دہ ہو، نہ نجس ہو، اور نہ ہی شریعت میں حرام قرار دی گئی ہو۔"

"الطيبات ما يستلذه الطباع إذا لم يكن محرماً شرعاً، فإن كان محرماً شرعاً فليس بطيب، وإن كان مستلذاً في الطباع."[5] "پاکیزہ چیز وہ ہے جسے فطرت خوشگوار سمجھے، بشرطیکہ وہ شرعاً حرام نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی چیز شرعاً حرام ہو تو وہ پاکیزہ نہیں، چاہے فطرت کو کتنی ہی مرغوب کیوں نہ لگے۔" یہ عبارت اسلامی فقہی اصول کو واضح کرتی ہے کہ طیّب (پاکیزہ) ہونے کا معیار صرف ذاتی یا فطری رغبت نہیں، بلکہ شرعی اجازت بھی ضروری شرط ہے۔

"الغذاء الطيب سبب لقوة القلب والجسم، والحرام يفسد الروح والجسد، ويؤثر في القلب والبدن فساداً لا يدفعه إلا التوبة."[6] "پاکیزہ غذا دل اور جسم کی قوت کا سبب بنتی ہے، جبکہ حرام چیز روح اور جسم کو فاسد کر دیتی ہے، اور دل و بدن پر ایسا اثر ڈالتی ہے کہ جس کا ازالہ صرف توبہ ہی سے ممکن ہے۔" یہ عبارت امام ابن القیمؒ کے فکری و روحانی نظریے کو ظاہر کرتی ہے کہ غذا صرف جسم پر نہیں، بلکہ روح اور قلب پر بھی گہرے اثرات ڈالتی ہے، اور حرام غذا انسان کی روحانی سلامتی کو تباہ کر دیتی ہے۔

"الطيبات تشمل المعنوية والمادية؛ فالحلال ليس فقط المباح بل أيضًا ما لا يضر."[7] "پاکیزہ چیزیں معنوی اور مادی دونوں قسموں کو شامل ہوتی ہیں؛ حلال صرف وہ نہیں جو شرعی طور پر جائز ہو، بلکہ وہ بھی ہے جو نقصان دہ نہ ہو۔" امام نووی اس حدیث کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ "طیب" کا اطلاق نہ صرف مادی اشیاء (کھانے، مال) بلکہ معنوی چیزوں (نیت، عبادات) پر بھی ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جو شریعتاً نفع بخش ہو اور ضرر سے خالی ہو، وہ طیب ہے۔

ماکولات و مشروبات کی بنیاد صرف ذائقہ نہیں بلکہ شرعی جواز، طبی فائدہ اور روحانی اثر ہونا چاہیے۔ فوڈ انڈسٹری میں اسلامی اصولوں کا نفاذ عصر حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ حلال و طیب غذا کی تحقیق اور آڈیٹنگ کے اسلامی ادارے قائم کیے جائیں۔

کوالٹی منیجمنٹ کا تعارف و اصطلاحات

معیار کے تصورات Quality Concepts کو مختلف لوگوں کے ذریعہ مختلف طریقے سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ مختلف لوگوں کی ضروریات اور ترجیحات مختلف ہوتیں ہیں۔ اور اس کی طبیعت میں وقت کے ساتھ تبدیلی بھی رونما ہوتی ہیں۔ یہ تبدیلی اس کی ترقی اور تنزلی پر بھی منحصر ہوتیں ہیں۔ چنانچہ لوگوں کی ضروریات اور ترجیحات کو دیکھتے ہوئے "معیار Quality " سے ہم کیا مراد لیتے ہیں؟

Qualitay: Degree of excellence a product or service provides.[8]

اردو اور انگلش لغت میں معیار کے متعلق معنی ہے "فضیلت کی ڈگری" the degree of excellence" یعنی جس کو انسانی طبیعت دوسرے پروڈکٹ پر اہمیت اور فضیلت دیں تاہم، یہ تعریف فطرت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ فطرت میں اچھی اور اعلیٰ چیزیں انسان کی طبیعت اور اس کی ضروریات کے مطابق ہوتی ہے۔ چنانچہ ان چیزوں کو جانچنا ایک تشخیصی عمل کہلاتا ہے۔ اس تشخیصی عمل میں حتمی امتحان صارف یعنی کسٹمر کے ساتھ ہے۔ کسٹمر اپنے لیے بہترین مصنوعات کو پسند کرتا ہے۔ پھر ان اپنی بہترین پروڈکٹ کو استعمال کے بعد ہی اپنے لیے تفویض کرلیتا ہے کہ یہ اس کی طبیعت کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ معیار کا تعلق کسٹمر کی ضروریات کے ساتھ منسلک ہوتا ہے۔ اور اس کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے پروڈکٹ اور سروس کو تخلیق کیا جاتا ہے۔

یہ تلاش پروڈکٹ یا سروس میں مسلسل بہتری کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ حتمی مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ کسٹمر پروڈکٹ یا سروس کی ادائیگی کے لیے مطمئن ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں پروڈیوسر یا سروس فراہم کرنے والے کے لیے معقول منافع ہونا چاہیے۔ گاہک کے ساتھ تعلق دیرپا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں اچھی اور بہترین پروڈکٹ کی وجہ سے پروڈیوسر اپنے اچھے منافع کے ذریعے اور کسٹمر اس کے بہترین استعمال سے مطمئن ہوتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے مصنوعات کی Reliability اس تعلق کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسی اصول کے ساتھ اللہ کریم نے قرآن کریم میں مومنین کی صفات بتائی ہے کہ جنت کے عطا کرنے کے بعد اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوں گئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۞[9]

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں ۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشگی کی جنتیں ہیں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ ان میں تا ابد رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں کوالٹی مینجمنٹ کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے: ایمان اور نیک عمل کا معیار اخلاص پر مبنی ہوتا ہے۔ ایمان لانے کا مطلب ہے کہ انسان اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر اپنے عمل کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھالے۔ اسی طرح نیک اعمال میں صرف کام کرنا نہیں بلکہ اسے بہترین طریقے سے سرانجام دینا شامل ہے۔ یہ کوالٹی مینجمنٹ کا بنیادی اصول ہے، یعنی کام کو اعلیٰ معیار پر انجام دینا۔ آیت میں بہترین مخلوق بننے کا ذکر ہے، جو تبھی ممکن ہے جب انسان اپنی زندگی کے ہر شعبے میں بہتری کے اصول اپنائے۔ کوالٹی مینجمنٹ بھی اسی فلسفے پر مبنی ہے کہ ہر عمل میں بہتری لائی جائے۔ ایمان اور نیک اعمال اخلاص اور ذمہ داری کے بغیر ممکن نہیں۔ کوالٹی مینجمنٹ میں بھی اخلاص (چیزوں کو بہترین بنانا) اور ذمہ داری (اپنے عمل کی نگرانی) بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ پائیداری اور مسلسل بہتری کی طرف رغبت اختیار کرنا کوالٹی مینجمنٹ کی خاصیت میں شامل ہے۔ جو لوگ ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ مسلسل محنت کرتے ہیں، وہ اپنی زندگی اور معاشرے کو بہتر بناتے ہیں۔ اسی طرح، کوالٹی مینجمنٹ میں بھی مستقل بہتری اور ترقی کا اصول اپنایا جاتا ہے (Continuous Improvement)۔ اپنے کام میں دیانت داری، محنت اور بہترین نتائج کو ہدف بنائیں۔ ہر شعبے میں ایسے نظام بنائیں جو معیار کو یقینی بنائیں۔ مسلسل جائزہ اور اصلاح کے ذریعے کام کو بہتر بناتے رہیں۔ اپنے اعمال کا مقصد اللہ کی رضا اور دوسروں کو فائدہ پہنچانا بنائیں۔ سورۃ البینہ کی یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ بہترین بننے کے لیے ایمان اور عمل دونوں کو اعلیٰ معیار پر رکھنا ضروری ہے، جو کوالٹی مینجمنٹ کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

کوالٹی مینجمنٹ تمام سرگرمیوں اور کاموں کی نگرانی کا عمل ہے جو مطلوبہ سطح کی فضیلت کو برقرار رکھنے کے لیے پورا کیا جانا چاہیے۔ کوالٹی مینجمنٹ کوالٹی کو منظم کرنے، کوالٹی کو ہینڈل کرنے، کوالٹی کو کنٹرول کرنے اور کسی پروڈکٹ یا سروس کی فراہم کردہ بہترین معیار کی ڈگری کو ہدایت کرنے کا فن ہے۔ اس میں معیار کی پالیسی کا تعین، معیار کی منصوبہ بندی اور یقین دہانی کی تشکیل اور اس پر عمل درآمد، اور کوالٹی کنٹرول اور کوالٹی میں بہتری شامل ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ کی تعریف ایک فلسفہ اور رہنما اصولوں کے ایک مجموعہ کے طور پر کی گئی ہے جو ایک مسلسل بہتر کرنے والی تنظیم کی بنیاد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ کسی تنظیم کے اندر تمام عمل کو بہتر بنانے اور اس وقت اور مستقبل میں گاہک کی ضروریات سے تجاوز کرنے کے لیے مقداری طریقوں اور انسانی وسائل کا استعمال ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ نظم وضبط کے تحت بنیادی انتظامی تکنیکوں، موجودہ بہتری کی کوششوں، اور تکنیکی آلات کو مربوط کرتا ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ ایک پروڈکٹ کی پیداوار یا خدمات فراہم کرنے والی اعلیٰ فضیلت کی ڈگری کو منظم کرنے، سنبھالنے، کنٹرول کرنے اور ہدایت کرنے کا فن ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ سسٹم (QMS) کی تعریف ایک باقاعدہ نظام کے طور پر کی جاتی ہے جو معیار کی پالیسیوں اور مقاصد کے حصول کے لیے عمل، طریقہ کار اور ذمہ داریوں کو دستاویز کرتا ہے۔ ایک کوالٹی مینجمنٹ سسٹم کسٹمر اور ریگولیٹری ضروریات کو پورا کرنے اور مسلسل بنیادوں پر اس کی تاثیر اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے تنظیم کی سرگرمیوں کو مربوط اور ہدایت کرنے میں مدد کرتا ہے۔ ISO 9001:2015، کوالٹی مینجمنٹ سسٹمز کے لیے بین الاقوامی معیار کی وضاحت کرنے والا معیار، کوالٹی مینجمنٹ سسٹمز کے لیے سب سے نمایاں نقطہ نظر ہے۔ اگرچہ کچھ لوگ ISO 9001 معیار یا کوالٹی مینجمنٹ سسٹم کی تفصیل دینے والے دستاویزات کے گروپ کو بیان کرنے کے لیے "کوالٹی مینجمنٹ سسٹم" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، یہ دراصل پورے نظام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ دستاویزات صرف نظام کو بیان کرنے کے لیے کام کرتی ہیں۔

ماکولات ومشروبات کے انتخاب میں اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اہم معیارات

ماکولات اور مشروبات کا تعلق رزق سے ہے قرآن حکیم میں اللہ کریم نے رزق کے معیار بتائے ہیں جن سے انسان مستفید ہو کر طیب اشیائے خورد نوش کو حلال ذرائع سے حاصل کر سکتا ہے کوالٹی مینجمنٹ میں اطمینان قلب شامل ہے چنانچہ ایک مومن کا قلب اس وقت اطمینان میں آئے گا جب اس کا اعتماد رزق دینے والی ذات پر مضبوط ہو گا۔

پہلا معیار سوچ مثبت رکھیں کہ رزق دینے والی ذات اللہ کی ہے

اللہ کریم نے واضح الفاظ میں رہنمائی دی کہ اپنی سوچ کو مثبت رکھیں، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں یہ یقین پیدا کرلیں کہ رزق دینے والی اللہ کریم کی ذات ہے اسی نے تمام جانداروں کو تمھیں اور تمھاری اولادوں کو پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝[10]

اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق وہ جانتا ہے اس کے ٹھیرنے کی جگہ کو اور اسکے امانت رکھے جانے کی جگہ کو۔ ہر چیز روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔

یہ معیار کوالٹی مینجمنٹ میں بھی شامل ہے کہ اپنی سوچ کو ہمیشہ مثبت رکھیں۔ اس آیت کی روشنی میں کوالٹی مینجمنٹ کے معیار درج ذیل بنتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ ہر جاندار کے رزق کا ذمہ دار ہے، اور وہ مکمل طور پر ہر چیز کی تفصیل اور ضروریات سے واقف ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ میں بھی ذمہ داری کا اصول اہم ہے، جس میں انتظامیہ اور عملے کو اپنے کام کی بہترین انجام دہی کے لیے واضح ذمہ داری دی جاتی ہے۔ آیت میں ذکر ہے کہ ہر چیز ایک واضح کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ منصوبہ بندی اور ترتیب کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہر عمل کو باقاعدہ منصوبہ بندی اور دستاویزی شکل میں ترتیب دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کی ضروریات کے مطابق رزق فراہم کرتا ہے، جو کہ انصاف اور معیار کا عکاس ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ میں بھی معیار کو برقرار رکھنا ایک بنیادی اصول ہے تاکہ کسی بھی شے یا خدمت کی افادیت اور قدر کو یقینی بنایا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہر

مخلوق کی حالت سے باخبر ہے، جو کہ نگرانی اور جائزہ لینے کی مثال ہے۔ کوالٹی مینجمنٹ میں بھی معیارات کی نگرانی اور مسلسل جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ بہتری کے مواقع تلاش کیے جا سکیں۔ اسلامی آئین اور شریعت کے مطابق، تمام امور میں انصاف اور دیانت داری بنیادی اصول ہیں۔ کوالٹی مینجمنٹ کے معیارات بھی انہی اصولوں پر مبنی ہونے چاہئیں۔

سورۃ ہود کی یہ آیت ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ بہترین کوالٹی مینجمنٹ کے لیے اللہ تعالیٰ کے اصولوں کو اپنانا ضروری ہے، جس میں ذمہ داری، شفافیت، منصوبہ بندی، اور انصاف شامل ہیں۔ یہ اسلامی معاشرتی اور معاشی نظام کا حصہ ہیں اور ان اصولوں کو آئینی حیثیت دی۔ اللہ کریم نے قرآن حکیم میں ایک اور جگہ اسی موضوع کے ساتھ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝[11]

اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق۔ اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انھیں بھی اور تمہیں بھی اور وہ سب باتیں سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

1

دوسرا معیار اطمینان قلب رکھیں کہ اللہ نے رزق کشادہ کرنا ہے

دنیا کی ضروریات کو دیکھ کر انسان مزید کاوشیں کرتا ہے محنت کرتا ہے ہمت کرتا ہے مگر رزق وسیع میں رکاوٹیں آجاتیں ہیں اس وقت مایوس ہو جاتا ہے چنانچہ اس مایوسی کے وقت اس کو صبر وشکر کے ساتھ اللہ کی تقدیر میں لکھا ہوا رزق پر مطمئن ہونا چاہیے کیونکہ اس کی مرضی ہے وہ اپنے بندوں میں کسی کا رزق کشادہ کردے اور کسی کا تنگ کردیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝[12]

اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اللہ کریم نے قرآن حکیم میں اسی موضوع کے ساتھ ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭبِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِوَتُوْلِجُ النَّهَارَفِي الَّيْلِ ۡوَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝[13]

(اے حبیب یوں) عرض کرواے اللہ! اے مالک سب ملکوں کے! تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات (کا حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے تو دن (کا حصہ) رات میں اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب۔ اللہ کریم نے قرآن حکیم میں مزید اسی موضوع کے ساتھ فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝[14]

1

کیا انہوں نے (بارہا) مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لے آئے ہیں۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝[15]

آپ فرمایئے بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق کو (جس کے لیے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں کو) نہیں جانتے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝[16]

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اس مال سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو کافر کہتے ہیں اہل ایمان کو کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ (اے ناصحو!) تم تو بالکل بہک گئے ہو۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝[17]

کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کشادہ عطا فرماتا ہے رزق جس کو چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جسکو چاہتا ہے) یقیناً اس (تقسیم رزق) میں اس کی (حکمت کی) نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے۔

ان آیات میں "اطمینانِ قلب" اور "رزق کی کشادگی و تنگی" سے متعلق قرآنی آیات پیش کر کے ایک نہایت اہم روحانی و فکری بنیاد فراہم کی ہے جو اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ (Islamic Food Quality Management) کے اہم اصولوں میں شامل ہو سکتی ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ صرف ظاہری صفائی یا غذائی عناصر (nutritional components) پر نہیں بلکہ روحانی معیار پر بھی زور دیتی ہے، جیسا کہ اطمینانِ قلب، تقدیر پر رضا، اور اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم پر یقین۔ یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق کی مقدار کو جان بوجھ کر مقرر کرتا ہے۔ اس لیے اگر کسی کو مخصوص غذا یا نعمت میسر نہ ہو تو یہ "کوالٹی کی کمی" نہیں بلکہ "تقدیر کی تقسیم" ہے۔ رزقِ طیب کی تلاش میں صبر و شکر ایک اہم معیار ہے۔ سورۃ آل عمران کی متعلقہ آیات واضح کرتی ہیں کہ رزق، عزت، ذلت، اور ملک و طاقت سب اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اس لیے اگر کوئی فرد حلال اور طیب خوراک کے لیے کوشش کرے اور وقتی رکاوٹیں آئیں، تو مایوسی جائز نہیں۔ ایسے میں سبر و شکر کے ساتھ تحمل اور تسلیم، فوڈ مینجمنٹ کا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو بن جاتا ہے۔ سورۃ الروم کی متعلقہ آیت اللہ کے رزق میں کشادگی یا تنگی ایمان والوں کے لیے ایک نشانی ہے۔ فوڈ کوالٹی میں یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم کمیابی یا زیادتی کو روحانی معیار سے دیکھیں، نہ کہ صرف مادی یا معاشی پیمانوں سے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں اس کا اطلاق روحانی معیار، نفسیاتی تحفظ، معاشرتی توازن اور قانونی و اخلاقی اصول سے ہوتا ہے۔ رزقِ حلال و طیب کے حصول میں اطمینانِ قلب، شکر، اور تقدیر پر کامل ایمان ہونا، فوڈ سسٹم میں عدم مساوات کو اللہ کی حکمت سمجھ کر صبر کرنا، دوسروں کی خوراک یا رزق پر حسد نہ کرنا بلکہ "تقسیم ربانی" کو تسلیم کرنا اور فوڈ بزنس میں حلال، صاف، اور جائز ذرائع سے کمائی کو ترجیح دینا اس کو مکمل کرتے ہیں۔

اسلامی معیار صرف فوڈ کی فزیکل کوالٹی (جیسے حلال، طیب، نظافت، غذائیت) تک محدود نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی پہلو (جیسے توکل، صبر، شکر، اطمینانِ قلب) کو بھی شامل کرتا ہے۔ یہی جامع نظریہ ایک حقیقی اسلامی فوڈ کوالٹی ماڈل کی بنیاد رکھتا ہے، جو صرف خوراک نہیں بلکہ

تیسرا معیار یقین محکم رکھیں کہ اللہ ہی رزق کا مالک ہے

اللہ کریم اولاد آدم کے متزلزل یقین کو مستحکم یقین میں تبدیل کرتے ہوئے فرمایا کون مردے سے زندہ میں اور زندہ سے مردے میں تبدیل کرتا ہے اولاد آدم کی طرف سے سوالیہ انداز سے پوچھتے ہوئے اور جواب دیتے ہوئے یہ واضح پیغام دیا جا رہا ہے کہ رزق کا مالک اللہ کریم کی ذات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ [18]

آپ پوچھیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور (کون) نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون ہے جو انتظام فرماتا ہے ہر کام کا؟ تو وہ (جواباً) کہیں گے اللہ! پس آپ کہیے (جب حقیقت یہ ہے) تو تم (شرک سے) کیوں نہیں بچتے۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [19]

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر (مقررہ وقت پر) تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کریگا کیا تمہارے (ٹھیرائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کر سکتا ہو ان کاموں میں سے کوئی۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) اور بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھیراتے ہیں۔ رزق کا مالک اللہ ہے اس کے علاوہ اور کون روزی دے سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [20]

آپ فرمائیے کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے خود ہی فرمائیے اللہ اور ہم یا تم (دونوں میں سے ایک) ہدایت پر ہے اور (دوسرا) کھلی گمراہی میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ [21]

اور یہ کہ مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر (صدقِ دل سے) متوجہ ہو جاؤ اس کی طرف وہ لطف اندوز کریگا تمہیں زندگی کی راحتوں سے اچھی طرح مقرر میعاد تک اور عطا کرے گا ہر زیادہ نیکی کرنے والے کو اس کی زیادہ نیکی (کا ثواب) اور اگر تم (یونہی) روگردانی کرتے رہے تو میں اندیشہ کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ [22]

وہی تو ہے جس نے نرم کر دیا ہے تمہارے لیے زمین کو پس (اطمینان سے) چلو اس کے راستوں پر اور کھاؤ اس کے (دیے ہوئے) رزق سے اور اسی کی طرف تم کو (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے

اسلامی فوڈ مینجمنٹ میں رزق کا منبع اللہ ہے، نہ کہ بازار یا حکومت۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں یہ بنیادی اصول ہے کہ رزق (خصوصاً اشیائے خورد و نوش) کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ امانت سمجھا جائے۔ یہ یقین فرد کے انتخاب، کمائی، اور استعمال میں پاکیزگی و پرہیزگاری پیدا کرتا ہے۔ قرآن حکیم بارہا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ رزق کی تقسیم، اس کی مقدار اور اس کا معیار صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس یقین سے وابستہ مسلمان حلال و طیب رزق کے انتخاب میں حساس ہوتا ہے، اور ناجائز، حرام یا مشتبہ چیزوں سے مکمل اجتناب کرتا ہے۔ متعلقہ آیات اس حقیقت کو ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، اور مدبرِ امور ہے۔ جب رزق کا مالک اللہ ہے، تو وہی اس کے معیار اور حلال و حرام کی حد بندی کرنے والا بھی ہے۔ فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں عملی اطلاق کے لیے خوراک کا حلال اور طیب ہونا اس یقین کی عملی شکل ہے۔ مصنوعی، مضر یا حرام اجزاء سے پرہیز اس بات پر ایمان کی دلیل ہے کہ اللہ ہی رزق دینے والا ہے، نہ کہ کوئی دھوکہ دہ کاروباری نظام۔ ذریعہ معاش کا پاکیزہ ہونا بھی اسی معیار سے جڑا ہوا ہے؛ کیونکہ جو رزق حرام ذریعے سے حاصل ہو، وہ جسم و روح کو زہر آلود کرتا ہے۔ یقینِ محکم کہ اللہ ہی رازق ہے، اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کی روح ہے۔ یہ یقین انسان کو اللہ کے مقرر کردہ

اصولوں کے مطابق خالص، مفید، اور پاکیزہ خوراک کے انتخاب پر آمادہ کرتا ہے، جس سے نہ صرف فرد کی صحت محفوظ ہوتی ہے بلکہ معاشرہ بھی روحانی و اخلاقی طور پر مضبوط ہوتا ہے۔

چوتھا معیار یقین مستحکم رکھیں کہ وقت مقرر کے بعد رزق ختم کر دیا جائے گا

اللہ کریم نے قرآن حکیم میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَاۗىِٕنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝[23]

اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا ہے اور گاڑ دیے اس میں محکم پہاڑ اور ہم نے اگا دی اس میں ہر چیز اندازے کے مطابق۔ اور ہم نے بنا دیے تمہارے لیے بھی اس میں رزق کے سامان اور ان کے لیے بھی جنھیں تم روزی دینے والے نہیں ہو۔ اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اس کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں۔ اور ہم نہیں اتارتے اسے مگر ایک معلوم اندازے کے مطابق۔ پس ہم بھیجتے ہیں ہواؤں کو بار دار بنا کر پھر ہم اتارتے ہیں آسمان سے پانی پھر ہم پلاتے ہیں تمہیں وہی پانی۔ اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو۔

یقین مستحکم کے چوتھے معیار "اللہ کے مقرر کردہ وقت کے بعد رزق ختم کر دیا جائے گا" کے تحت قرآن مجید کی سورۃ الحجر (آیات: 19 تا22) میں اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے ایک نہایت اہم اصول کی وضاحت ہوتی ہے: اللہ کریم نے زمین کو اندازے اور توازن کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھیلا کر اس میں "كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ" (ہر چیز کو توازن و مقدار سے) پیدا فرمایا ، اس میں ماکولات و مشروبات شامل ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خوراک کا ہر جزو اللہ کی طرف سے مقدار و معیار کے ایک معروف نظام کے تحت آتا ہے۔ رزق کا ماخذ صرف اللہ ہے۔ متعلقہ آیات میں اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ وہ ہر چیز ایک معلوم مقدار سے اتارتے ہیں۔ یہ یقین پیدا کرتا ہے کہ کسی بھی خوراک کی فراہمی اور کوالٹی اللہ کی مقررہ حکمت و نظام کے تابع ہے، نہ کہ انسانی منڈی یا مصنوعی طریقوں کے۔ ذخیرہ کی محدود قدرت اللہ کے پاس ہے۔ متعلقہ آیات واضح کیا جا رہا ہے کہ تم اس کے خزانچی (ذخیرہ کرنے والے) نہیں ہو۔ یہ انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ رزق کو ذخیرہ یا قابو میں لانے کی جو کوششیں وہ کرتا ہے، وہ اصل میں اللہ کے نظام کے مقابل کچھ بھی نہیں۔ متعلقہ آیات کو اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ سے استنباط کیا جائے تو میزان اور اعتدال کا اصول واضح ہوتا ہے یعنی خوراک کی تیاری، فراہمی، اور استعمال سب کچھ "موزونیت" اور "قدر معلوم" کے اصول پر مبنی ہونا چاہیے —نہ زیادتی نہ کمی۔ مصنوعی اضافوں اور حرام عناصر سے پرہیز کرنا چاہیے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خوراک کو اپنی طرف سے معیاری، موزوں اور طیب بنا کر نازل فرمایا ہے، اس میں مصنوعی کیمیکلز، حرام اجزاء یا غیر فطری تغیرات شامل کرنا اس نظام کی خلاف ورزی ہے۔ ذخیرہ اندوزی و اسراف سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جب اللہ فرماتے ہیں کہ رزق صرف ایک مقرر مقدار سے آتا ہے، تو اسراف، فالتو خریداری اور ذخیرہ اندوزی کو اسلامی اصولِ معاش میں ناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ یہ واضح فرماتے ہیں کہ رزق (خصوصاً ماکولات و مشروبات) ایک متعین نظام، مقدار، اور معیار کے تحت عطا کیا جاتا ہے۔ اس نظام پر مکمل ایمان اور یقین رکھنا اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا ایک بنیادی روحانی و عملی تقاضا ہے، جو ہمیں حلال، طیب، موزون اور وقت پر مہیا کردہ خوراک کے استعمال کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ابن الشاطبیؒ نے رزق کے عمومی قانون پیش کیے ہیں تاکہ واضح کیا جا سکے کہ اللہ کا رزق صرف اطاعت یا نیکی سے مخصوص نہیں بلکہ اس میں عدل و فضل بھی کارفرما ہوتا ہے۔

"الرزق للمطيعين والعاصين بسطاً يقتضيه العدل والإحسان والفضل"[24]

رزق فرمانبرداروں اور نافرمانوں دونوں کے لیے کشادگی سے دیا جاتا ہے، جو عدل، احسان اور فضل کا تقاضا ہے۔

امام ابو حامد الغزالیؒ کی شہرۂ آفاق کتاب "اِحیاءعلوم الدین"(احیاءعلوم الدین)میں "باب التوکل" میں رزق سے متعلق متعدد گہرے علمی، روحانی اور عملی مباحث موجود ہیں۔

جس کے تحت "**الرزق مضمون للعبد، والحرص لا يزيد فيه، والتوكل لا ينقص منه.**"رزق بندے کے لیے مقدر ہے، حرص (لالچ) اس میں اضافہ نہیں کر سکتی، اور توکل (اللہ پر بھروسہ) اس میں کمی نہیں کرتا۔"**والمتوكل يعلم أن الله قد تكفّل برزقه، فلا يشغل قلبه بالطلب**"متوکل جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق کی کفالت کر رکھی ہے، پس وہ طلبِ رزق میں دل کو مشغول نہیں کرتا۔ "**ومن ظن أن الرزق يكثر بالحرص فقد أساء الظن بالله.**"جو یہ گمان کرے کہ رزق حرص سے بڑھتا ہے، اس نے اللہ کے بارے میں بدگمانی کی۔[25]

پانچواں معیار پختہ یقین رکھیں کہ آپ زیر سایہ افراد کے رزق کا مالک اللہ ہے

اللہ کریم نے قرآن کریم میں ماں اور باپ سے احسان کرنے کا حکم دیا اور اسی طرح اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرنے کا حکم دیا کیونکہ اللہ کریم واضح فرما رہے ہیں کہ آپ کے ماں باپ ہوں یا اولاد ہوں سب کو رزق دینے والی ذات اللہ کریم کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚوَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭنَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚوَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝[26]

آپ فرمائیے آؤ میں پڑھ سناؤں جو کچھ حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر (وہ یہ) کہ نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے۔ ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور انھیں بھی اور مت نزدیک جاؤ بے حیائی کی باتوں کے جو ظاہر ہوں ان سے اور جو چھپی ہوئی ہوں اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے حرام کر دیا ہے اللہ نے سوائے حق کے یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے جن کا۔ تاکہ تم (حقیقت) کو سمجھو۔

اللہ کریم نے قرآن کریم میں انسان کے اندر یقین محکم پیدا کیا ہے کہ اگر تمھیں تنگدستی کا غربت کا اندیشہ ہو خوف ہو تو یہ یقین پیدا کر لو وہ مبارک ذات اپنے فضل و کرم سے تمھیں غنی کر دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝[27]

اور اگر تم اندیشہ کرو تنگدستی کا تو غنی کر دیگا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے۔

موضوع: اشیائے خورد و نوش کے انتخاب میں اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اہم معیارات

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ صرف ظاہری صفائی یا غذائیت تک محدود نہیں، بلکہ اس کے اندر ایک گہرا روحانی اور توحیدی پہلو بھی شامل ہے، جو انسان کو رزق کے معاملے میں مکمل بھروسا صرف اللہ پر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ یقین انسان کو حرام ذرائع، مشکوک اشیاء، یا مفلسی کے خوف سے ممنوع یا غیر معیاری خوراک کے استعمال سے روکتا ہے۔ قرآن کریم نے واضح فرمایا کہ: **نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ**۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ انسان اپنی اولاد یا والدین کے رزق کا خود ذمہ دار نہیں بلکہ اصل رازق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس عقیدے کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ غربت کے خوف سے غیر معیاری، مشتبہ یا حرام خوراک کے استعمال یا تجارت کی طرف مائل ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ**۔ اگر تمہیں فقر و فاقہ کا خوف ہو، تو اللہ اپنے فضل سے تمہیں غنی کر

دے گا اگر وہ چاہے۔ یہ معیار ایمانی تربیت کا حصہ ہے، جو اسلامی کوالٹی مینجمنٹ کے بنیادی فریم ورک میں شامل ہے۔ اس کا مقصد فرد کو غیر یقینی، غیر شرعی یا حرام خوراک سے اجتناب کی طرف راغب کرنا ہے۔ یہ تعلیم حلال غذا کی فراہمی اور معاشرتی عدل کے قیام کا ذریعہ بنتی ہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں فرمایا:

من توکّل علی الله کُفی. جو اللہ پر توکل کرتا ہے، وہ کفایت کیا جاتا ہے۔" نیز، رزق کے حوالے سے امام غزالیؒ لکھتے ہیں۔ **الرزق مقسوم لا یزید و لا ینقص، و من أقبل علی الله کفاه الله و أغناه.** "رزق تقسیم شدہ ہے، نہ یہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے، اور جو شخص اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، اللہ اسے کفایت کرتا ہے اور بے نیاز بنا دیتا ہے۔ اسی طرح مزید فرمایا: رزق کی کنجیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے، وہ کبھی حرام یا مشتبہ غذا کی طرف مائل نہیں ہوتا۔[28]

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں یہ معیار ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ خوراک کے انتخاب میں ظاہری صفات کے ساتھ ساتھ یقینِ کامل بھی ضروری ہے کہ رزق کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ اسی بنیاد پر انسان کسی ناجائز، غیر محفوظ یا مشکوک شے کے استعمال سے باز رہتا ہے۔

چھٹا معیار پاکیزہ رزق سے اولاد آدم کو نمایاں فضیلت دینا

اللہ کریم نے قرآن کریم میں ہمارے یقین محکم کو مزید پختہ کرتے ہوئے ہماری رہنمائی فرمائی کہ اللہ کریم ہی خشکی میں رزق دینے والے ہیں اور اللہ کریم ہی سمندر میں رزق دینے والے ہیں۔ خشکی ہو یا سمندر ہو اس نے اولاد آدم کو احسن انداز سے پاکیزہ رزق دیا ہے۔ اللہ کریم پاک ہیں اور پاکی کو ہی انسانوں کے لیے پسند کرتے ہیں۔ اللہ کریم نے اپنی خلقت میں اولاد آدم کو فضیلت بھی پاکیزگی کی وجہ دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا۝[29]

اور بیشک ہم بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا انھیں (مختلف سواریوں پر) خشکی میں اور سمندر میں اور رزق دیا انھیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے فضیلت دی انھیں بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا نمایاں فضیلت ۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اہم اصولوں میں سے ایک بنیادی معیار "طیبات" یعنی پاکیزہ اشیاء کا استعمال ہے، جو صرف جسمانی صحت ہی نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی بالیدگی کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۝[30]

اے آدم کی اولاد! پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیؤ اور فضول خرچی نہ کرو بیشک اللہ نہیں پسند کرتا فضول خرچی کرے والوں کو۔

اولاد آدم کو کھانے اور پینے کے ساتھ ساتھ متعلقہ آیات میں مقدار اور اعتدال (Quantity & Moderation) کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات خوراک میں اسراف سے منع کرتی ہیں۔ **وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا**۔ یہ اصول فوڈ ویسٹ مینجمنٹ (Food Waste Management) اور ماحولیاتی ذمہ داری (Environmental Sustainability) کے جدید تصورات میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسان کی عزت، کرامت اور برتری کو پاکیزہ رزق کے ساتھ جوڑا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: **وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ**۔ اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور بہت سی مخلوقات پر ان کو نمایاں فضیلت دی۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو جو فضیلت عطا فرمائی ہے، اس کا ایک بنیادی ذریعہ پاکیزہ غذا ہے۔ یہ فضیلت صرف جسمانی طاقت نہیں بلکہ اخلاقی و روحانی ارتقاء پر مبنی ہے۔ "طیبات" صرف حلال اشیاء کو نہیں بلکہ پاک، فائدہ مند، غیر مضر اور غیر نجس اشیاء کو شامل کرتی ہیں۔ اسلامی غذائی نظام میں طیب رزق کا استعمال انسان کی کرامت، تقویٰ، اور ایمانی بلندی سے جڑا ہوا ہے۔ غیر طیب، مشتبہ یا فاسد غذا انسان کی طبیعت، عقل، اور روحانیت کو متاثر کرتی ہے۔

ساتواں معیار اللہ کریم کی مہربانی سے ملنے والا پاکیزہ رزق پر شکر ادا کرنا

اللہ کریم نے اپنی عبادت کرنے والوں کو اسی کی طرف سے دیئے گئے رزقِ طیب کو حاصل کرنے اس کے ساتھ رزق میں سے طیب چیزیں کھانے کا اور شکر ادا کرنے کا ایمان والو کو حکم دیا جارہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝[31]

اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔

یہاں "طیبات" سے مراد وہ چیزیں ہیں جو فطری، پاکیزہ، حلال، غیر مضر اور اخلاقی طور پر جائز ہوں۔ صرف کھانے کی اجازت کافی نہیں، طیب (پاک) چیزیں کھانے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ کریم انسان کو اس کی جنس سے ہی سے پیدا کیا اور اپنی مہربانی سے اس کو پاکیزہ رزق عطا کیا چنانچہ اس پاکیزہ رزق ملنے پر اسی اللہ کا شکر بجالانا چاہیے مگر انسان ناشکری کرتے ہوئے باطل پر ایمان لاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝[32]

اور اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں اور پیدا فرمائے تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے اور رزق عطا فرمایا تمہیں پاکیزہ تو کیا (یہ لوگ) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی ناشکری کرتے ہیں ۔

اللہ کریم نے قرآن حکیم میں ایک اور جگہ اللہ کریم سے رزق طلب کرنے اور شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝[33]

اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال وہ یہ کہ ایک بستی میں جو امن (اور) چین سے (آباد) تھی آتا تھا اس کے پاس اس کا رزق بکثرت ہر طرف سے پس اس (کے باشندوں) نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پس چکھایا انہیں اللہ تعالیٰ نے (یہ عذاب کہ پہنا دیا انہیں) بھوک اور خوف کا لباس ان کارستانیوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔

فوڈ سکیورٹی صرف فزیکل نظام سے نہیں، بلکہ روحانی اور اخلاقی نظام سے جڑی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝[34]

تم تو پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑا کرتے ہو نرا جھوٹ بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق کو اور اس کی عبادت کیا کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت میں "شکر" کو عبادت کے ساتھ لازم وملزوم کر دیا گیا، جو فوڈ Etics میں اسلام کا امتیازی پہلو ظاہر کرتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعمت پر شکر واجب ہے، اور ناشکری گمراہی کی طرف لے جاتی ہے[35]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝[36]

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے ملک میں (ہر وقت) ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ، پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں اور طاقت بخشی تمہیں اپنی نصرت سے اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔

مسلمانوں کی تعداد اور طاقت میں کمزوری کے وقت طیب رزق کی نعمت دینا بھی اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو طاقت عطا کی، تو اس کے ساتھ طیب رزق دیا تا کہ وہ شکر کریں یہ بتاتا ہے کہ طیب رزق نہ صرف جسمانی قوت دیتا ہے بلکہ روحانی شکر گزاری کا ذریعہ بنتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿[37]

قوم سبا کے لیے ان کے مسکن میں ہی نشانی موجود تھی (وہاں) دو باغ تھے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو اتنا پاکیزہ شہر اور ایسا رب غفور! (اہل سبا! تمہاری خوش قسمتی کا کیا کہنا)۔

استغفار اور توبہ، رزق میں برکت اور وسعت کا ذریعہ ہیں۔ رزق کی زیادتی شکر اور اطاعت سے مشروط ہے۔ وسائل کا اعتدال اور شکر، دونوں ایک متوازن فوڈ سسٹم کی ضمانت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿[38]

پس میں نے کہا (ابھی وقت ہے) معافی مانگ لو اپنے رب سے بیشک وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش ۔ اور مدد فرمائے گا تمہاری اموال اور فرزندوں سے اور بنا دے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں

اسلامی تعلیمات میں رزق کو محض مادی ضرورت یا انسانی محنت کا نتیجہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ نعمت اور فضل قرار دیا گیا ہے، جس پر شکر گزاری لازم ہے۔ "شکر" نہ صرف ایک روحانی طرزِ عمل ہے بلکہ اسلامی معاشرتی اور اقتصادی نظم کا ایک اخلاقی ستون بھی ہے، جو فرد کو رزقِ حلال کی قدر، اس کے صحیح استعمال اور اس کی منصفانہ تقسیم کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انسان کو اس کی جنس سے پیدا کرتا ہے، اور اپنی رحمت سے پاکیزہ رزق عطا کرتا ہے، جیسا کہ سورۃ النحل، سورۃ سبا، اور سورۃ البقرہ میں واضح طور پر بیان ہوا۔ مگر انسان اکثر کفرانِ نعمت (ناشکری) کا مظاہرہ کرتا ہے اور باطل پر ایمان لے آتا ہے، جو رزق کی حکمت کو مسخ کر دیتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

"الشكرُ واجبٌ على كلّ نِعمةٍ، ومن لم يشكرْ فقد تعرّضَ لزوالِ النّعمةِ، وهو من الغافلين عن الله، والغفلةُ أصلُ الضّلال."[39] ہر نعمت پر شکر واجب ہے، اور جو شکر ادا نہیں کرتا وہ نعمت کے زوال کا شکار ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص اللہ کی یاد سے غافل ہے، اور غفلت گمراہی کی جڑ ہے۔

امام شاطبی فرماتے ہیں کہ رزق پر شکر کا مطلب ہے کہ نعمت کو اس کے اصل مقصد کے لیے استعمال کیا جائے جس کے لیے وہ دی گئی ہے، یعنی **"الطيب لا يُصرف إلا في الطيب"**. طیب کو طیب طریقے سے صرف کیا جائے۔

فإن استعمال النعمة في غير ما خُلقت له كفران لها، والشكر إنما يكون باستعمالها في وجهها المشروع۔[40]

بے شک کسی نعمت کو اس مقصد کے خلاف استعمال کرنا جس کے لیے وہ پیدا کی گئی ہو، اس نعمت کی ناشکری ہے، اور شکر صرف اسی وقت ہوتا ہے جب اس نعمت کو جائز اور مشروع طریقے سے استعمال کیا جائے۔"

یہ اقتباس شکر و ناشکری کے مفہوم کو واضح کرتا ہے کہ شکر صرف زبانی نہیں، بلکہ عمل کے ذریعے نعمت کا صحیح مصرف ہی حقیقی شکر ہے۔ یہ عبارت اس بات پر زور دیتی ہے کہ شکر کا اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نعمتیں (جیسے طیب رزق) اسی مقصد کے لیے استعمال ہوں جن کے لیے وہ دی گئی ہیں، ورنہ یہ کفرانِ نعمت ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں

"الشكر عبارة عن صون النعمة عن صرفها في المعاصي، وأن تُستعمل في الطاعات. وهو مركب من ثلاثة أركان: أحدها الاعتراف بها في القلب، والثاني التحدث بها على اللسان، والثالث أن تصرف في الطاعات."[41]

"شکر اس بات کا نام ہے کہ نعمت کو گناہوں میں خرچ ہونے سے محفوظ رکھا جائے، اور اسے نیکیوں میں استعمال کیا جائے۔ شکر تین ارکان پر مشتمل ہے: پہلا یہ کہ دل سے نعمت کا اعتراف کیا جائے، دوسرا یہ کہ زبان سے اس کا اظہار کیا جائے، اور تیسرا یہ کہ اس نعمت کو نیک اعمال میں استعمال کیا جائے۔"

یہ تعریف شکر کے قلبی، زبانی اور عملی پہلوؤں کو جامع انداز میں بیان کرتی ہے۔ اگر طیب رزق کے ساتھ ناپاک اعمال ہوں تو یہ شکر نہیں بلکہ نعمت کی ناشکری ہے۔ مفکرین معاصرین جیسے سید قطب، فی ظلال القرآن میں رزق صرف جسمانی حاجت نہیں، بلکہ ایمان اور توحید کے پیغام سے ملاتے ہیں۔

رزق صرف مادی ضرورت نہیں بلکہ ایمان، توحید، اور اطاعت کے ساتھ جڑا ہوا ایک الٰہی تصور ہے۔ اللہ کا دیا ہوا رزق انسان کو اللہ کی بندگی کا ذریعہ بننا چاہیے۔[42]

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا ساتواں اہم معیار یہ ہے کہ پاکیزہ رزق کو اللہ تعالیٰ کی نعمت تسلیم کرتے ہوئے اس پر شکر ادا کیا جائے۔ شکر کی کمی انفرادی زندگی میں برکت کے خاتمے، معاشرتی ناہمواری، اور قدرتی آفات کا سبب بن سکتی ہے۔ شکر گزاری صرف زبانی نہیں بلکہ عملی، روحانی اور اخلاقی ذمہ داری ہے، جو فوڈ Etics اور معیار کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتی ہے۔ شکر میں دل کا اعتراف، زبان کا اظہار، اور عمل کی مطابقت شامل ہے۔ اگر پاکیزہ رزق کے ساتھ اعمال ناپاک ہوں، تو وہ شکر نہیں بلکہ کفرانِ نعمت ہے۔

آٹھواں معیار اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو

اللہ کریم نے پہلے معیار کو واضح الفاظ میں بتا دیا کہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ اور مشروبات پیو کوئی ممانعت نہیں ہے تمام مسلمانوں کو اپنی چادر دیکھ کر اپنی آمدن کو دیکھتے ہوئے کھانے اور پینے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی یہ آئینی حد بھی نافذ کر دی کہ اللہ کے رزق سے کھانے پینے کی اجازت ہے اس کی تخلیق کردہ زمین پر فسادات برپا کرنے کی اجازت نہیں ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝[43]

کھاؤ اور پیو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝[44]

کھاؤ ان پاک چیزوں سے جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور اس میں حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ اترے گا تم پر میرا غضب اور وہ (بد نصیب) اترتا ہے جس پر میرا غضب تو یقیناً وہ گر کر رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

اسلامی تعلیمات میں رزق کا بنیادی منبع اللہ تعالیٰ ہے۔ جو چیزیں اس نے پیدا کیں اور بطور رزق انسان کو دیں، وہی کھانے اور پینے کی اجازت ہے۔ یہ آیت دو اصول واضح کرتی ہے۔ ایک تو رزق اللہ کا عطا کردہ ہے –اس لیے اس میں تصرف بھی اللہ کی مرضی کے مطابق ہونا چاہیے۔ دوسرا رزق کے ساتھ فساد نہ ہو یعنی حرام، خبیث، یا دوسروں کے حقوق غصب کر کے حاصل کردہ رزق فساد میں آتا ہے۔ ان آیات میں ہی ایک اور آئین کی خلاف ورزی کو بھی واضح کیا کہ جو حدود اللہ کو اپنے اوپر نافذ نا کرتے ہوئے حرام اور خبیث غذائیں کھاتے ہیں وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝[45]

اور (پیدا فرمائے) بعض مویشی بوجھ اٹھانے والے اور بعض زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کے لیے کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

شیطانی پیروی کی ممانعت کا حکم دیا۔ حلال رزق سے انحراف اکثر شیطان کی پیروی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ آیت فوڈ کوالٹی کے اسلامی معیار کو روحانی دشمنی کے دائرے میں لے جاتی ہے۔ اسلامی طرزِ زندگی میں اشیائے خورد و نوش کا انتخاب صرف جسمانی ضرورت نہیں، بلکہ یہ ایک اخلاقی، روحانی اور شرعی ذمہ داری بھی ہے۔ قرآن حکیم نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ رزق حلال، طیب اور اللہ کی عطا ہو، اور اس کا استعمال شکر، اطاعت اور فساد سے اجتناب کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں "اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو" ایک جامع معیار ہے جو اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا اہم ستون ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں "اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو" کا معیار نہایت اہم اور جامع ہے۔ یہ معیار محض کھانے پینے کے اجزاء کو نہیں بلکہ ان کی حلت، طہارت، اخلاقی منبع، استعمال کے مقصد اور سماجی اثرات کو بھی شامل کرتا ہے۔ اس کے ذریعے مسلمان فرد اور معاشرہ جسمانی صحت، روحانی بالیدگی اور سماجی امن کے اعلیٰ معیار تک پہنچ سکتا ہے۔

نواں معیار حلال اور طیب کھاؤ

قرآن مجید میں کئی جگہوں میں پاک صاف اور صحت افزا غذا کھانے اور مشروب پینے کے حوالے سے ارشاد ہوا ہے۔ اللہ کریم نے اپنے رسولوں کو طیب غذا کھانے اور نیک اعمال کرنے کا حکم دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ [46]

اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ بیشک میں جو اعمال تم کر رہے ہو ان سے خوب واقف ہوں۔

اللہ نے انبیاء کو طیب خوراک اور صالح اعمال کا جوڑ دے کر واضح کیا کہ طیب غذا، طیب کردار کو جنم دیتی ہے۔ اس آیت سے استنباط ہوتا ہے کہ جسم میں داخل ہونے والی غذا انسان کے روحانی و اخلاقی وجود کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اللہ کریم نے اس آیت میں اپنا ایک قانون اور آئین کو واضح کیا ہے کہ جب تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ گئے تو صالح اعمال ہی کرو گئے یعنی تمھارے قدم اچھے اعمال کی طرف ہی اٹھائے جائیں گئے دوسری صورت میں خبیث چیزیں کھانے سے برے اعمال کی طرف جاؤ گئے۔ اللہ کریم نے ان برے اعمال کی طرف جانے والوں کو شیطان کے قدموں پر قدم رکھنے والا کہا ہے اور واضح بتادیا کہ شیطان تمھارا واضح اور اعلانیہ دشمن ہے۔ ساری انسانیت سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس دشمن کی چالوں سے محفوظ رہنے کے لیے تمھیں اس زمین میں حلال اور طیب ہی کھانا پڑے گا ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ [47]

اے انسانو! کھاؤ اس سے جو زمین میں ہے حلال (اور) پاکیزہ (چیزیں) اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

یہ حکم تمام انسانیت کے لیے ہے، کہ حلال و طیب غذا اختیار کی جائے اور شیطانی راستوں سے بچا جائے۔ یہاں اسلامی فوڈ سیفٹی کا تعلق روحانی تحفظ سے بھی جُڑتا ہے یعنی حلال اور طیب کھانے کھاؤ اور مشروبات پیو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ [48]

اور کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال (اور) پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

یہ اللہ کریم کی حدیں ہیں اللہ کریم کے تفویض کردہ قوانین ہیں۔ انسان اپنے جسم کا خود مالک نہیں ہے انسان نے اپنا جسم خود تخلیق نہیں کیا چنانچہ اس کے جسم پر اس کے خالق کا ہی حکم نافذ ہو گا ارشادِ ربانی ہے کہ

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ [49]

پس کھاؤاس سے جو رزق دیا تمہیں اللہ نے جو حلال (اور) طیّب ہے اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت پس جو مجبور ہو جائے (انکے کھانے پر بشر طیکہ) وہ لذّت کا نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

یہاں اللہ کی نعمت پر شکر اور عبادت سے مشروط کر کے بتایا گیا کہ حلال وطیب رزق، عبادت کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ غذا میں حرام عناصر کی واضح فہرست مہیا کی گئی ہے جو شریعت کی آئینی حدبندیوں پر مبنی ہے۔ یعنی اسلامی نظامِ خوراک میں صرف پسند وناپسند نہیں بلکہ قانونی معیار بھی نافذ ہوتا ہے۔ اللہ کریم نے آئینی حدبندی کے ذریعے حرام کھانوں سے بھی منع فرمایا اللہ کریم نے واضح الفاظ سے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند لیا گیا ہو کو حرام کہا اور کھانے سے منع کیا ساتھ ہی ایک اور آئین بنا دیا کہ ان حرام غذاؤں اس وقت کھا سکتے ہو جب تمھیں انتہائی مجبور کر دیا گیا ہو اور تمھارا اس حرام کھانوں کی لذت کی طرف توجہ نا ہو بلکہ اس کو کراہت ہوئے محض اپنی جان کی حفاظت کے لیے کھا سکتے ہو۔ چنانچہ اگر آپ کو شبہ ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے تو اس صورت میں میں نا کھانے کا شرعی حکم ہے اور یہی آئینی حیثیت ہے جو خالق کے قوانین مخلوق پر نافذ ہوتے ہیں اسی آئین میں اضافہ فرماتے ہوئے فرمایا اللہ کے دیئے گئے حلال اور طیب کھانے کے بعد اس کی عطا کردہ نعمت اور رزق پر شکر ادا کرو اور ساتھ یہ بھی اضافہ کر دیا صرف وہ شکر ادا کریں جو اس کو خالق مانتے ہوئے ااس کی عبادت کرتا ہے۔ ایک اور جگہ قرآن حکیم میں ارشادِ باری ہے کہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭقُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝[50]

آپ فرمایئے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے لیے اور (کس نے حرام کیے) لذیذ پاکیزہ کھانے آپ فرمایئے یہ چیزیں ایمان والوں کیلیے ہیں اس دنیوی زندگی میں بھی (اور) صرف انھیں کے لیے ہیں قیامت کے روز یونہی ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتوں کو ان لوگوں کے لیے جو (حقیقت) کو جانتے ہیں۔

اسلام ہر اُس چیز کی اجازت دیتا ہے جو فطرت وشریعت کے مطابق ہو، اور اس اجازت کو کسی ذاتی یا ثقافتی رکاوٹ سے مشروط نہیں کرتا۔ یہاں اسلامی نظام خوراک میں اعتدال اور خوشنمائی (زینت) کو بھی جائز قرار دیا گیا۔ ارشادِ باری ہے کہ

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝[51]

اور ہم نے عطا فرمایا بنی اسرائیل کو بہترین ٹھکانہ اور ہم نے انھیں پاکیزہ رزق بخشا پس انھوں نے اختلاف نہ کیا حتیٰ کہ آ گیا ان کے پاس حقیقت کا علم۔ (اے حبیب ﷺ!) بیشک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت جن باتوں میں وہ جھگڑا کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ (Islamic Food Quality Management) کے اصول نہایت جامع، فطری اور الہامی بنیادوں پر پیش کرتا ہے۔ ان میں سے ایک بنیادی اور آئینی معیار "حلال وطیب" اشیاء کے استعمال کا ہے۔ "حلال" کا تعلق شریعت کی اجازت سے ہے، جبکہ "طیب" کا تعلق طہارت، پاکیزگی، افادیت اور صحت مندی سے ہے۔ گویا ہر وہ شے جو ظاہری وباطنی طور پر انسان کے لیے مفید، پاکیزہ، غیر مضر اور شرعی حدود میں ہو، وہ اسلامی معیار پر خوراک کے قابل ہے۔ امام شاطبی فرماتے ہیں کہ:

"الطيب ما وافق الشرع والعقل والطبع السليم، ولم يترتب عليه ضررٌ في الدين أو النفس أو المال."[52]

یعنی طیب غذا وہ ہے جو شریعت، عقل، فطرت اور مصلحت کے مطابق ہو اور جس کے کھانے سے نہ دنیاوی نقصان ہو اور نہ دینی بگاڑ۔

طیب اور حلال میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو چیز حلال ہو، ضروری نہیں کہ طیب بھی ہو۔ اس لیے معیارِ غذا صرف فقہی اجازت نہیں بلکہ اخلاقی، صحت بخش، نفسیاتی، اور سماجی لحاظ سے بھی موزوں ہونی چاہیے۔ فقہ اسلامی میں طیب اشیاء کو ترجیح دیناواجب یا مستحب سمجھا گیا ہے، اور نجس، گندی یا مضر اشیاء سے اجتناب لازم ہے۔ امام شاطبیؒ کی کتاب "الموافقات فی أصول الشریعة" میں آپ نے جو مفہوم نقل کیا کہ: "مقصود شریعت انسانی زندگی کی حفاظت ہے، اور غذا کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ وہ پاک، محفوظ اور مفید ہو۔"

"المقصد الضروري للشريعة هو حفظ النفس".[53] شریعت کا بنیادی (ضروری) مقصد جان کی حفاظت ہے۔

"المقاصد الكلية الشرعية تتدرّج من حفظ الدين، والنفس، والعقل، والنسب، والمال.[54] شریعت کے کلی مقاصد اس ترتیب سے بیان کیے گئے ہیں: دین کی حفاظت، جان کی حفاظت، عقل کی حفاظت، نسل کی حفاظت، اور مال کی حفاظت۔ "وكلّ ما يضمّنه ذلك مما يؤدّي إلى حفظ النفس - كالغذاء - يجب أن يكون طاهراً ونافِعاً. اور ہر وہ چیز جو جان کی حفاظت کا ذریعہ ہو—جیسے کہ غذا—اس کا پاک اور مفید ہونا ضروری ہے۔ "والغذاء من مقومات حفظ النفس، فلا بد أن يكون طاهراً ونافِعاً. اور غذا جان کی حفاظت کے عوامل میں سے ہے، اس لیے یہ پاک اور مفید ہونا ضروری ہے۔[55]

امام شاطبیؒ نے مقاصدِ شریعت میں حفظِ نفس (protection of life) کو ایک بنیادی مقصد قرار دیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ شرعی احکام کا مقصد انسان کی سود مند بقا اور امنِ معاش کا تحفظ ہے، جن میں غذا کی پاکیزگی، صحتیّت و احکام کی درست رہنمائی شامل ہیں۔ شاطبیؒ نے آدابِ غذا، شفافیت، حفظ، اور اخلاصی حکمتِ عملی پر تفصیلی گفتگو کی ہے، "مقصود شریعت انسانی زندگی کی حفاظت ہے، اور غذا کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ وہ پاک، محفوظ اور مفید ہو۔

إنّ المقصود من الشريعة إخراج المكلّف عن داعية هواه حتى يكون عبداً لله اختياراً، كما هو عبد له اضطراراً۔ "شریعت کا مقصد یہ ہے کہ مکلف (یعنی ذمہ دار انسان) کو اس کی خواہشِ نفس کے تابع ہونے سے نکالا جائے، یہاں تک کہ وہ اللہ کا بندہ اپنے اختیار سے بن جائے، جس طرح وہ اضطرار (یعنی مجبوری) کے تحت اللہ کا بندہ ہے۔" اور جہاں مقاصد شریعت کا ذکر آتا ہے، وہاں وہ فرماتے ہیں: فالمقاصد التي أنيطت بها التكاليف في هذه الشريعة خمسة، وهي: حفظ الدين، والنفس، والنسل، والمال، والعقل.[56] پس وہ مقاصد جن پر شریعت کے تمام احکام مبنی ہیں پانچ ہیں: دین کی حفاظت، جان کی حفاظت، نسل کی حفاظت، مال کی حفاظت، اور عقل کی حفاظت۔

غذا کے حوالے سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ حفظ النفس (جان کی حفاظت) مقاصد شریعت میں شامل ہے۔ پاک، محفوظ، اور مفید غذا جان کی حفاظت کے لیے بنیادی ہے۔ اگر غذا نجس، مضر، یا مفسد ہو تو یہ جان کے خلاف عمل ہے اور مقصد شریعت کی خلاف ورزی ہے۔ اور اگر غذا طیب، محفوظ اور مفید ہو، تو یہ حفظ نفس کے دائرے میں آتی ہے اور شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ ہوتی ہے۔ یہ معیار جدید "فوڈ سیفٹی"، ہیلتھ گائیڈ لائنز اور کوشر / حلال سرٹیفکیشن جیسے بین الاقوامی نظاموں کے اسلامی متبادل کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ افراد اور حکومتوں دونوں پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ معاشرے میں پاکیزہ و معیاری خوراک کی فراہمی یقینی بنائیں۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے چھٹے معیار کے مطابق، انسان کی فضیلت کا ایک اہم مظہر طیب اور پاکیزہ رزق ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق یہ رزق اللہ کی طرف سے ایک نعمت اور اعتماد ہے، جو صرف حلال و پاک ذرائع سے حاصل کرنا واجب ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں:

"ليس كل ما كان حلالاً يكون طيباً، لأن الحلال ما أذن فيه الشرع، والطيب ما لا تنفر منه النفس ولا يضر البدن أو العقل."[57]

یعنی جو چیز شرعاً حلال ہو، ضروری نہیں کہ وہ طبیعت اور صحت کے لیے بھی موزوں ہو۔ اس لیے طیب غذا کی تعریف صرف فقہی دائرہ تک محدود نہیں بلکہ نفسیاتی، صحت بخش اور اخلاقی تقاضوں کو بھی شامل کرتی ہے۔

غذا کا براہ راست اثر قلب و روح پر پڑتا ہے۔ اگر غذا حرام یا مشتبہ ہو تو عبادات، اخلاق اور معاملات پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ امام غزالی (احیاء علوم الدین، ج4) فرماتے ہیں۔

الغذاء الحرام أو المشتبه يؤثر في ظلمة القلب، ويمنع نور العبادة، ويورث القسوة. حرام یا مشتبہ غذا دل کی تاریکی پر اثر ڈالتی ہے، عبادت کے نور کو روک دیتی ہے، اور دل میں سختی پیدا کرتی ہے۔ مزید یہ کہ **إنّ الطعام يؤثر في القلب، كما يؤثر في البدن، فالعقل والروح يتغذيان بطهارة الغذاء**[58]۔ جس طرح غذا جسم پر اثر ڈالتی ہے، اسی طرح وہ دل پر بھی اثر ڈالتی ہے؛ عقل اور روح بھی غذا کی پاکیزگی سے ہی فیض یاب ہوتے ہیں۔

یہ اقتباسات امام غزالی کے افکار کی نہایت خوبصورت ترجمانی کرتے ہیں جو غذا کے روحانی اور اخلاقی اثرات کو اجاگر کرتے ہیں۔ یعنی غذا کا اثر صرف جسم پر نہیں بلکہ دل اور روح پر بھی ہوتا ہے۔ حرام یا مشتبہ غذا قلب کی صفائی کو زائل کر دیتی ہے۔ قرآن انسان کو روحانی و جسمانی پاکیزگی کی طرف بلاتا ہے۔ حلال و طیب غذا ایک ایسا معیار ہے جو انسان کو معاشرتی، روحانی، اور جسمانی سطح پر بلند کرتا ہے۔ سید قطب فی ظلال القرآن، سورہ بقرہ و نحل کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

القرآن يربط بين الطهارة الجسدية والطهارة الروحية، والغذاء الطيب هو الوسيلة لهذا التوازن. قرآن جسمانی پاکیزگی اور روحانی پاکیزگی کے درمیان ربط قائم کرتا ہے، اور طیب (پاکیزہ) غذا اس توازن کو قائم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ **فليس المقصود بالحلال مجرد الإذن الشرعي، بل أن يكون طيباً لا يضر الجسد ولا يفسد الروح**۔[59] حلال سے مراد صرف شرعی اجازت نہیں، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ (غذا) پاکیزہ ہو، جو نہ جسم کو نقصان دے اور نہ روح کو خراب کرے۔

یہ ترجمہ سید قطب کے افکار کے مطابق ہے، جو قرآن کی روحانی گہرائیوں اور عملی زندگی سے تعلق کو خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں۔ یعنی قرآن انسان کو صرف شرعی اجازت نہیں بلکہ فطری، روحانی اور معاشرتی پاکیزگی کی طرف بلاتا ہے، اور طیب غذا ان تمام پہلوؤں میں بہتری کا ذریعہ بنتی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ماکولات و مشروبات کے انتخاب کو صرف ذائقہ، غذائیت یا تسکین تک محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ طیب، حلال، پاکیزہ، محفوظ، غیر مضر، غیر اسرافی، اور روحانی و اخلاقی اثرات کے معیار پر پرکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ یہ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے بنیادی اصولوں کی تشکیل کرتے ہیں۔

قرآن میں اشیائے خورد و نوش کے لیے دو بنیادی شرائط حلال و طیب ہونا اور غذائیت اور صحت بخش ہونا (Nutritional & Health-Oriented) بیان کی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المِعْدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ، وَالحِمْيَةُ رَأْسُ كُلِّ دَوَاءٍ، وَأَعْطِ كُلَّ جِسْمٍ مَا عَوَّدْتَهُ۔[60]

پیٹ (معدہ) تمام بیماریوں کا گھر ہے، اور پرہیز ہر دوا کی بنیاد ہے، اور ہر جسم کو وہی چیز دو جس کی اسے عادت ہو گئی ہے۔

امام ابن القیم فرماتے ہیں کہ

الطيب ما كان نافعاً لذاته غير ضارٍّ في العاجل أو الآجل.[61]

یعنی صرف حلال ہونا کافی نہیں، بلکہ اشیاء طیب یعنی پاکیزہ، غیر مضر، اور انسانی فطرت کے مطابق بھی ہونی چاہیئں۔

اللہ نے متعلقہ آیات صفائی، طہارت اور ظاہری و باطنی پاکیزگی کا حکم دیا ہے۔ طیب کا مفہوم نجاست، گندگی، آلودگی، غیر معیاری صفائی یا کراہت انگیز مواد سے بچاؤ کو بھی شامل کرتا ہے۔ غذا کا حفاظت (Safety) یافتہ اور غیر مضر ہونا ضروری ہے۔ کوئی بھی غذا اگر صحت کو نقصان پہنچانے والی ہو، تو وہ شرعاً غیر طیب و ناجائز کے زمرے میں آسکتی ہے، خواہ وہ اصل میں حلال ہو۔ علامہ نووی فرماتے ہیں:

الضارّيخرج عن حد الطيبات وإن كان مباحاً في الأصل.[62]

نقصان دہ چیز طیب (پاکیزہ) کی حدود سے خارج ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ اصل کے اعتبار سے مباح (جائز) ہی کیوں نہ ہو۔

علامہ نووی رحمہ اللہ نے "شرح صحیح مسلم" میں اس عبارت کے ذریعے ایک اہم اصولی بات بیان فرمائی ہے، جو اسلامی غذائی اصولوں اور طیب و خبیث کے فرق کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ یعنی شریعت میں جو چیزیں فی الاصل مباح (جائز) ہیں، اگر اُن میں انسانی جسم یا روح کو نقصان پہنچانے کی صلاحیت ہو، تو وہ پھر "طیب" کے زمرے میں نہیں آتیں۔ گویا "مباح" ہونا کافی نہیں، بلکہ "طیب" ہونا بھی ضروری ہے۔ یہی تصور فوڈ سیفٹی (Food Safety) کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

دسواں معیار اعلیٰ معیار کھانوں میں پھلوں کا انتخاب کثرت سے کرو

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں "طیب" (پاکیزہ، صحت بخش، فطری) غذا کو اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے، اور پھلوں (ثمار) کو قرآن کریم میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ پھل نہ صرف جسمانی صحت کے لیے مفید ہیں بلکہ فطرت، شریعت اور روحانیت کے اصولوں پر بھی پورا اترتے ہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں پھلوں کو الٰہی رزق، قدرت کی نشانی، اور متوازن غذا کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝[63]

وہ جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کے لیے پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے مدمقابل اور تم جانتے ہو۔

پھل طیب اور فطری غذا کی نمائندگی کرتے ہیں۔ قرآن مجید پھلوں کو بار بار **رزقاً لکم** (تمہارے لیے رزق) کہہ کر پیش کرتا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ پھل اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ رزق کی بہترین مثال ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝[64]

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا بلندی سے پانی پھر پیدا کیے اس پانی سے پھل تمہارے کھانے کے لیے اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے کشتی کو تاکہ وہ چلے سمندر میں اس کے حکم سے اور تابع فرمان کر دیا تمہارے لیے دریاؤں کو۔

پھلوں کی غذائی، نفسیاتی اور روحانی افادیت بے شمار ہیں۔ قرآن مجید صرف جسمانی غذا کو اہمیت نہیں دیتا، بلکہ اس کے روحانی اثرات بھی پیش نظر رکھتا ہے۔ پھل فطری انداز سے اگتے ہیں، ان میں کیمیائی آلودگی کا خطرہ نسبتاً کم ہوتا ہے، اور یہ ذائقہ، رنگ، غذائیت، اور فطری توازن کا حسین امتزاج ہوتے ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ ۙ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝[65]

اور وہی ہے جس نے اتارا بادل سے پانی تو ہم نے نکالی اس کے ذریعہ سے اگنے والی ہر چیز پھر ہم نے نکال لین اس سے ہری ہری بالیں نکالتے ہیں اس سے (خوشہ جس میں) دانے ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں اور نکالتے ہیں کھجور سے یعنی اس کے گابھے سے گچھے نیچے جھکے ہوئے اور (ہم نے پیدا کیے) باغات انگور اور زیتون اور انار کے بعض (شکل و ذائقہ میں) ایک جیسے ہیں اور بعض الگ الگ۔ دیکھو ہر درخت کے پھل کی طرف جب وہ پھل دار ہو اور (دیکھو) اس کے پکنے کو بیشک ان میں نشانیاں ہیں (اس کی قدرت کاملہ کی)۔

تنوع (Diversity) اور اعتدال (Moderation) کو بیان کیا جارہا ہے۔ آیات میں ذکر آیا کہ پھل "**مشتبه و غیر متشابه**" ہوتے ہیں، یعنی تنوع اور قدرتی انتخاب کی گنجائش دی گئی ہے۔ یہ اسلامی معیارِ انتخاب میں بایوڈائیورسٹی (food diversity) کی حمایت ہے۔ موسمی و مقامی پھلوں کی اہمیت بھی واضح کی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب واضح کرتا ہے کہ جو پھل آسمان سے پانی برسا کر پیدا کیے گئے وہ فطرت کے مطابق اور انسانی مزاج وماحول کے لیے موزوں ہیں۔ یہ نظریہ اسلامی غذا میں "موسمی اور لوکل پراڈکٹس" کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝[66]

ور وہی ہے جس نے پیدا کیے ہیں باغات کچھ چھپروں پر چڑھائے ہوئے اور کچھ بغیر اس کے اور کھجور اور کھیتی الگ الگ ہیں کھانے کی چیزیں ان کی زیتون اور انار (جو شکل میں) ایک جیسے اور (ذائقہ میں) مختلف۔ کھاؤ اس کے پھل سے جب وہ پھلدار ہو اور ادا کرو اس کا حق جس دن وہ کٹے اور فضول خرچی نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو۔

قرآن حکیم نے **وَلَا تُسْرِفُوْا** (فضول خرچی نہ کرو) کا حکم، خوراک میں اعتدال کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، جو ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) کے اصولوں سے بھی مطابقت رکھتاہے۔ قرآن صرف کھانے کی اجازت نہیں دیتا، بلکہ ساتھ معاشرتی ذمے داری یعنی **وَ آتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ** (کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو) کی تلقین کرتا ہے، جو زراعتی پیداوار سے زکوٰۃ وخیرات کا استنباط ہے—ایک ایسا معیار جو فوڈ سیکورٹی اور معاشی توازن سے جڑا ہوا ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اصولوں کے مطابق پھل ایک اعلیٰ معیار کی طیب غذا ہیں، جن کا انتخاب کثرت سے کرنا نہ صرف سنت فطرت ہے بلکہ قرآن کی روشنی میں معاشی، اخلاقی اور صحت بخش طرز زندگی کی علامت بھی ہے۔ اسلامی نظامِ طعام میں پھل روحانیت، صحت، اعتدال، اور شکر گزاری کی علامت ہیں، جو موجودہ ماحولیاتی وغذائی بحران میں ایک مکمل حل کی پیشکش کرتے ہیں۔

گیارھواں معیار اللہ کا نام سے ذبح شدہ جانور کے گوشت کھانے کا حکم

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَاۗىِٕهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝[67] اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں کھاتے ہو تم اس جانور کو لیا گیا ہے اللہ کا نام جس پر حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مفصل بیان کر دیا ہے تمہارے لیے جو اس نے حرام کیا تم پر مگر وہ چیز کہ تم مجبور ہو جاؤ اس کی طرف اور بیشک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث بیشک آپ کا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو۔ مزید فرمایا

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓي اَوْلِيٰۗـِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝[68] اور مت کھاؤ اس جانور سے کہ نہیں لیا گیا اللہ کا نام اس پر. اس کا کھانا نافرمانی ہے اور بیشک شیطان ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے دلوں میں (اعتراضات) تاکہ وہ تم سے جھگڑیں۔ اور اگر تم نے ان کا کہنامانا تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ ایک جامع اخلاقی، روحانی، سائنسی اور سماجی فریم ورک مہیا کرتی ہے جو جدید معیارات جیسے HACCP، ISO 22000، Codex Alimentarius وغیرہ سے کہیں وسیع تر ہے۔ اس میں نہ صرف مٹیریل کوالٹی بلکہ انسانی نیت، ماحولیاتی اثرات، معاشرتی عدل اور روحانی صفائی جیسے پہلو بھی شامل ہیں۔ اسلامی کوالٹی مینجمنٹ کے ذبح اور پروسیسنگ کے اصول کو واضح کیا گیا ہے۔ اسلامی شریعت نے جانوروں کے ذبح کے سخت اصول مقرر کیے جو انسانی ہمدردی، نفسیاتی سکون اور طبی حفظانِ صحت کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ طیب طریقہ ذبح میں humane slaughter اور minimum pain جیسے جدید ویلفیئر سٹینڈرڈز شامل ہو جاتے ہیں۔ اسلامی فوڈ سسٹم میں معیار صرف حیوانی ذبح تک محدود نہیں بلکہ پیداوار، تیاری، ذخیرہ، اور مارکیٹنگ سب مراحل میں "حلال و طیب" کا مکمل لحاظ ضروری ہے۔ "Food Traceability" اور "Halal Certification" جیسی جدید سائنسی و تجارتی اصطلاحات بھی اسی قرآنی اصول کا جدید مظہر ہیں۔ اسلامی ریاست کے لیے لازم ہے کہ وہ ایسے قوانین نافذ کرے جو صرف حلال نہیں بلکہ "طیب" خوراک کی فراہمی بھی یقینی بنائیں۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں "حلال و طیب" کا معیار محض عبادتی تقاضا نہیں بلکہ ایک آئینی، فقہی، اخلاقی اور سائنسی اصول ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف فرد کو روحانی و جسمانی طور پر پاک رکھنا ہے بلکہ پورے معاشرے کو صالح، متوازن اور پرامن بنانا ہے۔ لہٰذا اسلامی معاشرے میں "حلال و طیب" خوراک کا انتظام ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اللہ کے نام سے ذبح شدہ گوشت کا استعمال اسلامی معیار ہے۔ قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ صرف وہی گوشت جائز ہے جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ یہ "ذِکرِ اسمِ اللہ" معیارِ طہارت و تقویٰ ہے۔ اسی معیار پر "ذبیحہ" کی حلت و حرمت منحصر ہے۔ ذبیحہ میں نیت و تلفظ دونوں اہم ہیں۔

> علامہ ابن کثیرؒ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ کے نام کا ذکر شرط ہے، اور جان بوجھ کر چھوڑ دینا حرام ہے۔"[69] امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حلت و حرمت کا معیار ذاتی رجحان نہیں بلکہ وحی اور علمِ ربانی ہے۔[70] علامہ شاطبیؒ لکھتے ہیں کہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں، مگر صرف بقدرِ ضرورت۔[71] امام جصاصؒ لکھتے ہیں کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ طیب نہیں۔[72]

آیت میں اضطراری حالت (مثلاً جان بچانے کی مجبوری) میں حرام اشیاء کی رخصت بھی بیان کی گئی ہے یہ اصول اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں لچکدار شریعت کا مظہر ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا جائے۔ یہ شریعت کا تقاضا ہے اور "طیب و حلال" خوراک کی علامت۔ اس معیار کے بغیر خوراک میں روحانی و اخلاقی تطہیر ممکن نہیں۔ یہ محض جسمانی تغذیہ نہیں بلکہ ایمانی غذا ہے۔

بارھواں معیار حلال اور حرام معیار میں فرق کرو

اسلامی نظامِ طعام میں "حلال و حرام کی تمیز" محض فقہی حکم نہیں، بلکہ فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا بنیادی ستون ہے، جو انسانی صحت، فطرت، طہارت اور سماجی نظم کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ قرآن کریم واضح طور پر ان اشیاء کی نشان دہی کرتا ہے جنہیں حلال و طیب قرار دیا گیا ہے اور جنہیں خبیث و حرام کہہ کر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

> قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَي اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝[73]
>
> آپ فرمائیے بھلا بتاؤ جو رزق اللہ نے تمہارے لیے اتارا پس بنالیا تم نے اس سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال۔ پوچھیئے کیا اللہ تعالیٰ نے (ایسا کرنے کی) تمہیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔

رزق میں حلال و حرام کی تقسیم اللہ کا اختیار ہے، انسان کا نہیں۔ اپنی طرف سے معیار قائم کرنا اللہ پر افتراء کے مترادف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

> اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَـبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝[74]

(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے جس (کے ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ نبی حکم دیتا ہے انھیں نیکی کا اور روکتا ہے انھیں برائی سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ اور (کاٹتا ہے) وہ زنجیریں جو جکڑے ہوئے تھیں انھیں پس جو لوگ ایمان لائے اس (نبی امی) پر اور تعظیم کی آپ کی اور امداد کی آپ کی اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا آپ کے ساتھ وہی (خوش نصیب) کامیاب و کامران ہیں۔

قرآن میں وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ معیار اشیائے خورد و نوش میں صفائی، فطری پاکیزگی اور حفظانِ صحت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ طیب چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ طیب = فطری، پاک، نفع بخش، خبیث = ناپاک، مضر، طبیعت و فطرت کے خلاف

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝[75]

ان احکام کو یاد رکھو اور جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے ہاں اور حلال کیے گئے تمہارے لیے جانور بجز ان کے جن کی حرمت پڑھی گئی تم پر پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے اور بچو جھوٹی بات سے۔

صرف مادّی خبیث چیزیں ہی نہیں بلکہ باطنی خبیث نظریات اور جھوٹ بھی اسلامی معیارِ طعام سے خارج ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّــــُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝[76]

(پیدا فرمائے) آٹھ جوڑے بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو (نر و مادہ) آپ پوچھئے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا جسے لیے ہوتے ہیں (اپنے اندر) دو ماداؤں کے رحم بتاؤ مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم سچے۔ اور اونٹ سے دو (نر و مادہ) اور گائے سے دو (نر و مادہ) آپ پوچھئے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا جسے لیے ہوئے ہیں (اپنے اندر) دو ماداؤں کے رحم۔ کیا تم تھے موجود جب وصیت کی تمہیں اللہ نے اس بات کی تو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو بہتان باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا تاکہ گمراہ کرے لوگوں کو اپنی جہالت سے بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو ظالم ہے۔

اللہ تعالیٰ واضح کرتا ہے کہ محض ظن و قیاس سے جانوروں کو حرام قرار دینا جھوٹ اور گمراہی ہے۔ تمام مخلوقات کا حلال یا حرام ہونا وحی کے تابع ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ تحریم و تحلیل صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے، انسان اگر اپنے اجتہاد یا رسم و رواج سے حرام و حلال کا فیصلہ کرے تو یہ افتراء علی اللہ ہے۔[77] امام نووی فرماتے ہیں کہ **الضارّ يخرج عن حد الطيبات وإن كان مباحاً في الأصل**[78]۔ ہر وہ چیز جو انسانی جسم یا نفس کو نقصان دے، طیب کے دائرے سے خارج ہو جاتی ہے اگرچہ اصل میں مباح ہو۔ امام شاطبی فرماتے ہیں کہ مقصود شریعت طیب کو طیب طریقے سے کھلانا اور خبیث سے روکنا ہے تاکہ انسان نفس اور جسم دونوں لحاظ سے محفوظ رہے۔[79] امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فإن الشريعة مبناها وأساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد، وهي عدل كلها، ورحمة كلها، ومصالح كلها، وحكمة كلها، فكل مسألة خرجت عن العدل إلى الجور، وعن الرحمة إلى ضدها، وعن المصلحة إلى المفسدة، وعن الحكمة إلى العبث، فليست من الشريعة وإن أُدخلت فيها بالتأويل.[80]

> بے شک شریعت کی بنیاد اور اساس عدل، حکمت، رحمت اور بندوں کی دنیوی و اُخروی مصلحتوں پر ہے۔ یہ (شریعت) سراسر عدل ہے، سراسر رحمت ہے، سراسر مصلحت ہے، اور سراسر حکمت ہے۔ پس ہر وہ مسئلہ جو عدل سے ظلم کی طرف، رحمت سے سختی کی طرف، مصلحت سے فساد کی طرف، اور حکمت سے بے فائدہ پن کی طرف لے جائے، وہ شریعت کا حصہ نہیں چاہے اسے تاویل سے شریعت میں داخل کرنے کی کوشش کی جائے۔

امام ابن قیم اس اقتباس میں شریعتِ اسلامی کی بنیاد کو صرف مذہبی اصول نہیں، بلکہ انسانی فطرت، عقل، صحت اور مصلحت کے عین مطابق قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو چیز عقل، عدل، مصلحت اور حکمت کے خلاف ہو، وہ شریعت نہیں ہو سکتی، چاہے بظاہر وہ دینی حکم کیوں نہ دکھائی دے۔ اسی سے یہ مفہوم ماخوذ ہے کہ اسلامی حلال و حرام کی تقسیم نہ صرف دینی معیار ہے بلکہ انسانی فطرت، عقل اور صحت کا بھی تقاضا ہے۔ سید قطب فرماتے ہیں کہ

> اسلامی نظامِ غذا، طیب و خبیث کے مابین فرق پر قائم ہے، جو صرف مذہبی نہیں بلکہ سائنسی، فطری اور معاشرتی اصول بھی رکھتا ہے۔[81]

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ حلال اور طیب اشیاء کو ہی خوراک میں شامل کیا جائے۔ حرام و خبیث اشیاء کی نہ صرف دینی ممانعت ہے بلکہ ان کا استعمال صحت، عقل، نسل اور روحانیت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ شریعت نے فوڈ سیفٹی، نیوٹریشنل ویلیو، طہارت، اور معاشرتی اثرات کو مدّ نظر رکھ کر خورد و نوش کے اصول دیے۔ انسانی اجتہاد، سائنسی تجربہ یا ثقافتی روایت کبھی بھی اللہ کی مقرر کردہ حلت و حرمت کا متبادل نہیں بن سکتی۔

تیراھواں معیار زوجہ کی طرف سے بخشنے والی مہر کی رقم کا حلال ہونا

حلال اور طیب مال ہی سے غذا حاصل کی جائے، اور اس مال کے ذرائع شریعت کے مطابق ہوں۔ سورۃ النساء کی آیت 4 اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے ایک نہایت اہم اصول کو واضح کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

> وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ۝[82]
>
> اور دیا کرو (اپنی) عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی پھر اگر وہ بخش دیں تمہیں کچھ عرصہ اس سے خوش دلی سے تو کھاؤ اسے لذت حاصل کرتے ہوئے خوشگوار سمجھتے ہوئے۔

مہر کا مال عورت کی ملکیت ہوتا ہے۔ یہ مال شرعی اور قانونی طور پر عورت کو دیا جاتا ہے۔ اگر وہ خوش دلی سے اپنے شوہر کو کچھ دے، تو وہ مال طیب و حلال ہو جاتا ہے۔ مال کی طہارت، غذا کی طہارت ہے۔ جس مال سے غذا خریدی جاتی ہے، اس کے حلال اور اخلاقی طور پر جائز ہونے کی شرط اسلام میں بنیادی ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ خوش دلی سے بخشا ہوا مال، بغیر کسی دباؤ کے هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا (لذیذ و خوشگوار) ہے، یعنی هَنِیْٓــًٔا۔ صحت کو نقصان نہ دینے والا اور مَّرِیْٓــًٔا۔ مریئًا: دل کو ناگوار نہ گزرنے والا۔

نفسیاتی، اخلاقی اور جسمانی اطمینان کا معیار حلال مال ہے۔ جب غذا حلال مال سے حاصل ہو، تو وہ انسان کے نفس، عقل اور جسم کو سکون دیتی ہے۔ اس آیت نے غذا کو روحانی صفائی سے بھی جوڑ دیا ہے۔

> امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ یہ آیت حلال و حرام کی تمیز کے لیے اصولی رہنمائی دیتی ہے کہ انسان اس وقت مال استعمال کرے جب دینے والا خوش دلی سے دے، تب ہی وہ مال هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا بنتا ہے۔[83] امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ آیت مہر کی ملکیت میں عورت کی آزادی اور اس مال کے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہے، جس سے غذا لینا جائز ہے۔[84] علامہ ابن عاشور فرماتے ہیں کہ "جب عورت اپنی رضا سے مہر کا کچھ حصہ بخش دے تو اس سے حاصل کیا گیا مال نہ صرف شرعاً جائز ہے بلکہ طیب اور باعث برکت بھی ہے۔[85]

مال کے حلال ذرائع کی تحقیق ضروری ہے۔ جذباتی رضا، دباؤ کے بغیر حاصل مال ہی طیب ہے۔ ایسی غذا جو جسم و دل کو سکون دے۔ جائز اور خوش دلی سے حاصل شدہ مال غذا میں برکت پیدا کرتا ہے اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں صرف اشیاء کی ظاہری صفائی یا غذائیت ہی کافی نہیں، بلکہ مال کا ماخذ، دل کی

رضامندی، اخلاقی جواز اور شرعی پاکیزگی بھی معیار کا لازمی حصہ ہے۔ زوجہ کی طرف سے خوش دلی سے بخشا گیا مال، قرآن کی نظر میں طیب و حلال ہے، اور اس سے حاصل کی گئی غذا بھی جائز، لذیذ اور بابرکت ہے۔

چودھواں معیار سمندر میں موجود جانوروں کا شکار حلال ہونا

اسلامی شریعت میں حلت و حرمت کے اصول صرف حلال و حرام کے لفظی مفہوم تک محدود نہیں، بلکہ "طیّب" یعنی پاکیزہ، مفید اور فطرت سے ہم آہنگ ہونے کو بھی شامل کرتے ہیں۔ سمندر میں موجود جانوروں کے حوالے سے قرآن نے بھرپور اجازت، تشویق، اور نعمت کا اظہار کیا ہے، جو اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے ایک مستقل معیار کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿﴾[86]

حلال کیا گیا تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے اور حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ بحری جانوروں (مچھلی، جھینگا وغیرہ) کا شکار اور ان کا استعمال اصولاً حلال ہے۔ **وَطَعَامُهُ** سے فقہاء نے اخذ کیا کہ سمندر میں مردہ ہو کر بھی جو جانور ملے (مثلاً بہتی مچھلی)، وہ بھی حلال ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿﴾[87]

اور وہی ہے جس نے پابند حکم کر دیا ہے سمندر کو تاکہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت اور نکالو اس سے زیور جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو کہ موجوں کو چیر کی جا رہی ہیں سمندر میں تاکہ (ان کے ذریعے) تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کو تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ نے سمندر کو نہ صرف خوراک بلکہ زینت اور تجارتی وسائل کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہاں **لَحْمًا طَرِيًّا** (تازہ گوشت) کی صفت سے معلوم ہوتا ہے کہ تازگی، صحت مندی، اور طبعی غذائیت بھی معیارِ حلت کا حصہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿﴾[88]

اور یکساں نہیں ہو سکتے پانی کے دو ذخیرے۔ یہ (ایک) میٹھا ہے، بہت شیریں اس کا پینا بڑا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) سخت نمکین، کھاری تلخ اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو تر و تازہ گوشت اور نکالتے ہو زینت کا سامان، جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو پانی میں کہ اسے چیرتی، شور مچاتی چلی جا رہی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اس کے فضل کو اور (یہ سب نوازشات اس لیے) تاکہ تم شکر ادا کرو۔

چاہے وہ نمکین سمندر ہو یا میٹھے پانی کا دریا، دونوں کا شکار حلال قرار دیا گیا۔ اس میں تنوع، وسعت اور قدرتی نعمتوں کا ذکر ہے جو اسلام کے کھانے پینے کے اصولوں میں اعتدال اور شکر گزاری کو ظاہر کرتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر (المائدہ 96 کے تحت) میں ہے کہ **أَحَلَّ اللهُ صَيْدَ الْبَحْرِ، وَهُوَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللهُ تَعَالَى، كَالْحُوتِ وَمَا فِي مَعْنَاهُ**۔[89] سمندری شکار اس لیے حلال کیا گیا کیونکہ وہ صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔ احکام القرآن للجصاص میں ہے کہ **البحرية لا تحتاج إلى ذكاة لأنها ميتة طاهرة، لقوله: طَعَامُهُ**۔ دریائی جانور ذبیحہ کے بغیر حلال ہیں، کیونکہ قرآن نے ان کے مردہ ہونے

کے باوجود طعام کہا۔ فقہ مالکی، شافعی، حنبلی تینوں کے مطابق سمندری جانور عمومی طور پر حلال ہیں، حتیٰ کہ جھینگا، کیکڑا بھی (بعض فقہی اختلافات کے ساتھ)۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے تناظر میں دیکھا جائے تو غذا کا صحت بخش ہونا بہت ضروری ہے۔ سمندری غذا (Seafood) میں اومیگا-3 فیٹی ایسڈز، پروٹین اور کم چکنائی کی وجہ سے اسے صحت کے لحاظ سے مفید قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح غذا کا طبیعت کے موافق ہونا بھی اہم ہے۔ قرآن نے **طَعَامًا** اور **لَحْمًا طَرِيًّا** کہہ کر اسے طیب اور لذیذ غذا قرار دیا۔ قدرتی وسائل کا تحفظ بھی اسی طرح ممکن ہے۔ قرآن کی آیات میں قدرتی سمندری نظام کو نعمت کے طور پر پیش کر کے ماحولیاتی توازن کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے تحت چودھواں معیار ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ سمندری غذا اصولاً حلال، طیب، اور مفید ہے۔ اس کا استعمال نہ صرف جائز ہے بلکہ شکر گزاری اور قدرتی رزق سے استفادہ کی علامت ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس کے طبی، تجارتی، اور جمالیاتی پہلوؤں کا ذکر کیا ہے جو اس کے حلال ہونے کے ساتھ ساتھ فوڈ سیفٹی اور نیوٹریشن ویلیو کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

پندھواں ساتواں معیار اللہ کا نام لیتے ہوئے سکھائے گئے شکاری جانور کے ذریعے شکار کرنا حلال ہونا

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭقُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙوَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ[90]

پُوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا کیا حلال کیا گیا ہے ان کے لیے آپ فرمایئے حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور (شکار) ان کا سکھایا ہے تم نے جنھیں شکاری جانوروں سے شکار پکڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے تم سکھاتے ہو انھیں (وہ طریقہ) جو سکھایا ہے تمہیں اللہ نے تو کھاؤ اس میں سے جسے پکڑے رکھیں تمہارے لیے اور لیا کرو اللہ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بہت تیز ہے حساب لینے میں۔

مُكَلِّبِيْنَ ایسے جانور جو شکاری مقاصد کے لیے تربیت یافتہ ہوں۔ **تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ** یہ تربیت اللہ کے سکھائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے (جیسے فرمانبرداری، شکار نہ کھانا وغیرہ) **وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ**۔ شکار کے وقت اللہ کا نام لینا واجب ہے، جو اسلامی فوڈ سیفٹی کی روحانی شرط بھی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنا شکاری کتا چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام لو، تو جو وہ شکار کرے وہ کھا سکتے ہو، بشرطیکہ وہ اپنے لیے نہ کھائے۔"[91] تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ **مكلبين: مؤدبين، ومعنى الآية أن الجوارح إذا أدبها الإنسان وذكر اسم الله عليها جاز أكل ما أمسكن**۔[92] شکاری جانور اگر سکھائے گئے ہوں اور اللہ کا نام لیا گیا ہو، تو ان کا شکار حلال ہے۔ الجامع لأحکام القرآن (قرطبی) میں ہے کہ **ولا خلاف في جواز أكل الصيد بالجوارح إذا كانت معلّمة**۔[93]۔ اس پر فقہاء کا اجماع ہے کہ سکھائے گئے شکاری جانور کا شکار جائز ہے، بشرطیکہ شکار کے اصول پورے کیے جائیں۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے تناظر میں شریعت پر مبنی ٹریس ایبلٹی (Traceability) کو دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہونا ضروری ہے کہ شکار کس نے کیا؟ کس جانور سے کیا؟ کیا وہ تربیت یافتہ تھا؟، کیا اللہ کا نام لیا گیا؟ یہ تمام باتیں اسلامی معیار پر فوڈ سیفٹی کی ٹریننگ، سرٹیفکیشن، اور نگرانی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اخلاقی وروحانی کنٹرول کے دوران دیکھا جائے گا کہ جانوروں کے ساتھ ظلم نہ ہو، غیر تربیت یافتہ شکاری سے حاصل گوشت ناجائز ہوگا۔ یہ اصول موجودہ Ethical Halal Standards سے مطابقت رکھتے ہیں۔ حفظانِ صحت (Hygiene) وطیب (Purity) میں شریعت کے اصولوں کے مطابق دیکھا جائے۔ شکار کو جلد ذبح کرنا، جسمانی ودماغی صحت کے لیے نقصان دہ چیزوں سے پرہیز کریں، فوڈ کوالٹی کے حسی، سائنسی اور روحانی تقاضے یہاں یکجا ہیں۔

پندھواں معیار یہ ظاہر کرتا ہے کہ صرف شکار کافی نہیں، بلکہ شکار کا طریقہ بھی پاکیزہ اور شرعی ہونا چاہیے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ نہ صرف اجزاء کی جانچ کرتی ہے بلکہ حصول، نیت، طریقہ، اور تربیت کو بھی شامل کرتی ہے۔ یہ معیار ہمیں سکھاتا ہے کہ معیاری غذا وہ ہے جو حلال بھی ہو، طیب بھی، اور شریعت کے مکمل اصولوں کے مطابق ہو۔

سولھواں معیار اہل کتاب کا حلال اور طیب پکایا گیا کھانا حلال ہونا

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝[94]

آج حلال کر دی گئیں ہیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنھیں دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لیے اور تمہارا کھانا حلال ان کے لیے اور (حلال ہیں) پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنھیں دی گئی کتاب تم سے پہلے جب دے دو تم انھیں مہر ان کے پاکباز بنتے ہوئے نہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چوری چھپے آشنا بناتے ہوئے اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو بس ضائع ہو گیا اس کا عمل اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

اسلامی فقہ اور شرعی اصولوں کی روشنی میں اشیائے خورد و نوش کے انتخاب میں "حلال" اور "طیب" دونوں شرطیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے کھانے کو مسلمانوں کے لیے حلال قرار دیا ہے، بشرطیکہ وہ کھانا: طیب (پاکیزہ، ناپاک یا مضرِ صحت نہ ہو)، شرعی اصولوں کے مطابق تیار کیا گیا ہو (مثلاً ذبیحہ کا طریقہ، حرام اجزاء سے پاک ہونا وغیرہ)، قرآن صرف "اہلِ کتاب" کا "طعام" (پکا ہوا یا تیار شدہ کھانا) حلال قرار دیتا ہے، بشرطیکہ وہ خنزیر، شراب، یا دیگر حرام عناصر سے پاک ہو۔ شرعی ذبیحہ ہو (بعض مکاتبِ فکر کے نزدیک ذبح کا طریقہ اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہو تو حلال ہے)۔ اسلامی غذائی اصولوں (جیسے صفائی، حفظانِ صحت، طیب و طاہر ہونا) کے مطابق ہو۔

امام ابن جریر طبری، امام قرطبی، امام رازی اور ابن کثیر کے مطابق: "طعام" سے مراد صرف ذبح شدہ جانور نہیں بلکہ تمام خوردنی اشیاء ہیں، بشرطیکہ وہ حرام اشیاء سے خالی ہوں[95]۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ رخصت ہے، لیکن تقویٰ کے اعتبار سے احتیاط افضل ہے۔[96]

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ اس بات پر زور دیتی ہے کہ بین الاقوامی سطح پر درآمد یا برآمد ہونے والی خوراک اگر اہل کتاب کی ہو، تب بھی اس کی حلال سرٹیفکیشن، طیب معیار، اور حفظان صحت کا جائزہ لیا جائے۔ صرف نام نہاد "کتابی" کھانے پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ مکمل غذائی تجزیہ اور اجزاء کی فہرست دیکھی جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ قَوْمًا يُأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ، لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ فَقَالَ: سَمُّوا أَنْتُمْ وَكُلُوا.[97]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں، اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم خود اللہ کا نام لو اور کھالو۔

اس حدیث سے اہل علم یہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر ذبیحہ اہل کتاب کا ہو اور ذبح شرعی طریقے سے کیا گیا ہو، تو صرف شک کی بنیاد پر اسے حرام قرار نہیں دیا جائے گا، بشرطیکہ واضح طور پر غیر شرعی طریقہ یا غیر اللہ کا نام لینا ثابت نہ ہو۔ اہلِ کتاب کا کھانا اسلامی نقطۂ نظر سے مشروط حلت رکھتا ہے۔ محض مذہبی شناخت کافی نہیں، بلکہ فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اصول جیسے طہارت، حلت، غذائیت، مضر صحت عناصر سے پاک ہونا بھی لازمی شرائط ہیں۔ یہ معیار امت مسلمہ کو عالمی غذا مارکیٹ میں اعتدال، تقویٰ اور شریعت کے امتزاج کے ساتھ رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

سترھواں معیار آسمان سے نازل کردہ کھانے کا پاکیزہ اور حلال ہونا

بنی اسرائیل پر طیب غذاؤں کا نزول ہوتا رہا اسی سے ایک اور معیار واضح ہے کہ جو غذا اللہ کریم کی طرف سے نازل ہوں وہ حلال اور طیب ہوتی ہے۔ سورۃ بقرۃ میں بنی اسرائیل پر کیئے گئے احسانات من و سلوی کے نزول کو بتاتے ہوئے حکم دیا گیا کہ جو تمیں رزق دیا گیا ہے اس میں سے طیب کھاؤ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۞[98]

اور ہم نے سایہ کر دیا تم پر بادل کا اور اتارا تم پر من و سلویٰ کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں اور انھوں نے ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ اپنی ہی جانوں پر زیادتی کرتے رہتے تھے۔

رزق کی نافرمانی سے انحراف کا حکم ہے۔ جب کوئی قوم اللہ کی عطا کردہ طیب چیزوں سے منہ موڑ کر خبیث، حرام، یا فساد انگیز غذا کی طرف مائل ہوتی ہے تو وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتی ہے۔ یہ غذائی انحراف اسلامی قانون میں صرف جسمانی نقصان نہیں بلکہ شرعی بغاوت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰي مُوْسٰٓي اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۞[99]

اور ہم نے بانٹ دیا انھیں بارہ قبیلوں میں جو الگ الگ قومیں ہیں۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف جب پانی طلب کیا آپ سے آپ کی قوم نے (ہم نے وحی کی) کہ مارو اپنا عصا سے اس پتھر کو تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ چشمے جان لیا ہر ایک گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ اور ہم نے سایہ کر دیا ان پر بادل کا اور ہم نے اتارا ان پر من و سلویٰ (اور فرمایا) کھاؤ ان پاک چیزوں کو جو ہم نے دی ہیں تمہیں اور نہیں ظلم کیا انھوں نے ہم پر بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۞[100]

اے بنی اسرائیل! (دیکھو) ہم نے بچا لیا تمہیں تمہارے دشمن سے اور ہم نے تم سے وعدہ کیا (کوہِ) طور کی دائیں جانب کا اور ہم نے اتارا تم پر من و سلویٰ

ان آیات میں الٰہی نعمتوں کی پاکیزگی کا معیار بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دو مخصوص غذائیں "من" (آسمانی میٹھا) اور "سلویٰ" (پرندے کا گوشت) بطور خاص عطا کیں۔ قرآن نے اسے "مِن طَيِّبَاتِ مَارَزَقْنَاكُمْ" کہا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کا نازل کردہ رزق لازماً پاک، حلال، مفید، غیر مضر اور روحانی طور پر مطمئن کرنے والا ہوتا ہے۔ "طیبات" کی اصطلاح کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ لفظ "طیبات" صرف غذائیت اور ذائقہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ شرعی، اخلاقی، نفسیاتی اور جسمانی معیار پر بھی صحت بخش ہونے کا مفہوم رکھتا ہے۔ اس لیے آسمان سے نازل کردہ غذا کو قرآن "طیبات" کہہ کر اعلیٰ فوڈ کوالٹی کے معیار پر پیش کرتا ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں اطلاق کے مطابق یہ آیات اس بات کا معیار فراہم کرتا ہے کہ معیارِ طہارت (cleanliness) اور معیارِ شریعت (halal) دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ غذاء کا اصل منبع (source) معتبر، محفوظ اور فطری ہونا چاہیے۔ غذاء کا رزاق اللہ ہے، اس لیے اس پر شکر اور اطاعت لازم ہے۔ من و سلویٰ کی نعمت کو ٹھکرانا یا اس پر ناپسندیدگی ظاہر کرنا، دراصل اللہ کی نعمت کی ناقدری ہے، جو قابل مذمت فعل ہے۔ اسلامی معیار کے مطابق "فوڈ کوالٹی" صرف لیبارٹری ٹیسٹ یا ذائقے پر نہیں بلکہ الہامی اخلاقی و روحانی بنیادوں پر استوار ہے۔ "من و سلویٰ" جیسی غذا جب ربانی ہو، طیب ہو، حلال ہو، تبھی انسان کی جسمانی و روحانی تربیت ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل کی نافرمانی نے ثابت کیا کہ غذا کا معیار صرف حاصل کرنا نہیں بلکہ اس کی قدر، شکر اور اطاعت بھی ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ المَنّ: رزقٌ حلوٌ يَنزلُ من السَّماء، والسَّلوى: طائرٌ يشبه السُّمَانَى، طيبُ الطّعم۔[101] من: ایک میٹھا رزق تھا جو آسمان سے نازل ہوتا تھا، اور سلویٰ: ایک پرندہ تھا جو تیتر سے مشابہت رکھتا تھا، بہت لذیذ ذائقہ والا۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ المنّ والسلوى من الطيبات التي لا كُلفةَ فيها، وكان من نعم الله عليهم.[102] من و سلویٰ ایسی پاکیزہ چیزوں میں سے تھے جن کے حاصل کرنے میں کوئی مشقت نہ تھی، اور یہ اللہ کی طرف سے ان پر نعمتوں میں سے تھا۔ تفسیر رازی (التفسیر الکبیر) میں ہے کہ "قوله تعالى: كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ ما رَزَقْناكُم: فيه دلالة على أن الطيّب لا يكون إلا من عند الله، لأن غيره لا يرزق.[103] اللہ تعالیٰ کے اس فرمان 'کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں' میں اس بات کی دلیل ہے کہ حقیقی پاکیزہ (رزق) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے، کیونکہ اس کے سوا کوئی رزق دینے والا نہیں۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ اگر غذا خالص، پاک، الہامی اور شرعی اصولوں پر مبنی ہو تو وہی معیارِ طیب اور معیارِ حلال پر پوری اترتی ہے۔ بنی اسرائیل کو دی گئی من و سلویٰ جیسی غذا ایک آئیڈیل ماڈل ہے جسے اسلامی معیارِ خوراک کی بنیاد کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

اٹھارواں معیار نادانوں کو مال دینا حرام اور ان کو کھلانا حلال

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿﴾[104]

اور نہ دے نادانوں کو اپنے مال جنھیں بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہاری (زندگی کے) لیے سہارا اور کھلاؤ انھیں اس مال سے اور پہناؤ انھیں اور کہو ان سے بھلائی کی بات۔

اسلامی نظامِ معیشت میں مال صرف ذاتی ملکیت نہیں بلکہ اجتماعی فلاح کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید اس آیت میں یہ واضح کرتا ہے کہ مال کا اصل مقصد قیامِ حیات (قواماً) ہے یعنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنا۔ السُّفَهَآءَ یعنی جو عقل و فہم سے ناقص ہیں (مثلاً بچے، دیوانے، یا غیر ذمہ دار افراد)، ان کے ہاتھ میں مال دینا حرام قرار دیا گیا تاکہ وہ مال ضائع نہ کریں۔ لیکن وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا کا مطلب ہے کہ انہیں اسی مال میں سے مناسب خوراک (رزق) دینا لازم ہے۔ یہ معیار اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں ایک سماجی، اخلاقی اور معاشی توازن قائم کرتا ہے۔

مال و خوراک میں امین کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام میں مالدار یا ولی کو امین (trustee) بنایا گیا ہے کہ وہ نااہل افراد کی ضروریات کو پورا کرے مگر مال ان کے ہاتھ میں نہ دے تاکہ وہ اسے ضائع نہ کریں۔ فوڈ مینجمنٹ میں یہ اصول سکھاتا ہے کہ خوراک کی ترسیل، تیاری اور تقسیم ان افراد تک ہونی چاہیے جو خود معیاری غذا کا انتخاب نہیں کر سکتے۔ اشیاء خورد و نوش میں تحفظ (protection of vulnerable) کو یقینی بنانے پر زور ہے۔ نادان، یتیم، یا نابالغ افراد اپنی غذائی ضروریات کا معیاری انتخاب خود نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے خالص، طیب، متوازن اور محفوظ خوراک کا انتخاب ولی یا نگراں کی ذمہ داری ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ لا يجوز دفع المال إلى الصغير أو السفيه، لكن يجب الإنفاق عليه في طعامه ولباسه.[105] نابالغ یا سفیہ کو مال دینے کی ممانعت ہے، مگر خوراک و لباس کا خرچ دینا واجب ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ يعني لا تسلطوا السفهاء على الأموال، لأنها قِوام معيشة الناس.... وأمرهم بأن يرزقوهم منها، أي يعطوهم من نفقتها.[106] یعنی: نادانوں کو مال پر اختیار نہ دو، کیونکہ وہ لوگوں کی زندگی کا سہارا ہے... اور حکم دیا کہ انہیں اس مال سے رزق دو، یعنی ان پر اس مال کا خرچ کیا جائے۔ تفسیر القرطبی میں ہے کہ نهى عن تمليك المال من لا يحسن التصرف فيه... و إنما يطعم ويكسا ويقوم عليه۔[107] ایسے شخص کو مال کا مالک بنانے سے منع فرمایا گیا جو مال کا صحیح استعمال نہیں جانتا... بلکہ اس کو کھلایا پلایا جائے گا، پہنایا جائے گا اور اس کی کفالت کی جائے گی۔ فی ظلال القرآن (سید قطب) میں ہے کہ "المال ليس مِلكاً مطلقاً... بل هو أداة للقيام بمصالح

الحياة، ولذلك لا يُعطى للسفيه.[108] مال کوئی مطلق ملکیت نہیں... بلکہ زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اسی لیے نادان کو یہ نہیں دیا جاتا۔ معاصر اسلامی اصولِ مینجمنٹ - د. یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ **المال أداة استخلاف، لا يُهدر بإعطائه للسفهاء، بل يُدير في مصالحهم، ومنها التغذية والكسوة**[109] مال خلافت کی ایک ذمہ داری ہے، اسے نادانوں کو دے کر ضائع نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان کے مفادات میں استعمال کیا جائے گا، جیسے خوراک اور لباس۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا یہ معیار ہمیں سکھاتا ہے کہ: "خوراک کا انتخاب صرف ذاتی ذوق پر نہیں، بلکہ ذمہ داری، عقل، امانت اور اخلاق پر مبنی ہونا چاہیے۔ "نادانوں کو صرف خوراک پہنچانا کافی نہیں، بلکہ خوراک حلال، طیب، محفوظ، متوازن اور انسانی dignity کے مطابق ہونی چاہیے۔

انیسواں معیار وراثت میں ملنے والا رزق کا حلال ہونا

اسلامی تعلیمات کے مطابق وراثت ایک ایسا مقرر شدہ، لازمی اور حلال ذریعہ رزق ہے، جو شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق وارثوں کو ان کے مقررہ حصے کے مطابق منتقل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر وراثت کے اصول کو بڑی وضاحت اور قطعیت سے بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۞ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰي وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۞[110]

مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے۔ اور جب حاضر ہو (ورثہ کی) تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم بچے اور مسکین تو دو انھیں بھی اس سے اور کہو ان سے اچھی بات۔

یہ آیت اس اصول کی بنیاد رکھتی ہے کہ ترکہ سے حصہ مرد و عورت دونوں کا حق ہے، خواہ مال کم ہو یا زیادہ، اور یہ فرض شدہ حق ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَھَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّھُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّھُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَھُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِھَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَھُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَھُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِھَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَھُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِھَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۞ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْھَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞[111]

حکم دیتا ہے تمھیں اللہ تمہاری اولا (کی میراث) کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا (حصہ) برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لیے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کے لیے نصف ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اس سے جو میت نے چھوڑا بشر طیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر نہ ہو اس کی اولاد اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ

ہے (اور یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو میت نے کی اور قرض ادا کرنے کے بعد۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کون اس میں سے زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے میں یہ حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیشک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے۔ اور تمہارے لیے نصف ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں بشر طیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اس سے جو وہ چھوڑ جائیں (یہ تقسیم) اس وصیت کے پورا کرنے کے بعد ہے جو وہ کر جائیں اور قرض ادا کرنے کے بعد اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑو بشر طیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو اور (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد۔ اور اگر وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کے لیے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب شریک ہیں تہائی میں (یہ تقسیم) وصیت پوری کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بشر طیکہ اس سے نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ (یہ نظام وراثت) حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے۔ یہ حدیں اللہ کی مقرر کی ہوئی ہیں اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے اللہ تعالیٰ باغوں میں بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی (مقررہ) حدوں سے داخل کرے گا اسے اللہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لیے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ نے بیٹے، بیٹی، والدین، بیوی اور شوہر سمیت تمام قریبی وارثوں کے حصص کو واضح کر دیا ہے: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر، بیٹی اگر اکیلی ہو تو نصف، والدین، بیوی یا شوہر کے لیے بھی متعین حصے، کلالہ (بلا اولاد و والدین) کی صورت میں بہن بھائیوں کا حصہ، یہ تقسیم وصیت کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد نافذ ہوتی ہے، اور کوئی وارث ان حدود سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ ہر شخص کے لیے اللہ نے وارث مقرر کر دیے ہیں۔ وراثت کے نظام میں اللہ تعالیٰ نے عدل وحکمت کے ساتھ اجتماعی وخاندانی حقوق کا تحفظ کیا ہے۔

وراثت کے مال کا اشیائے خورد ونوش سے تعلق بہت مضبوط ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں مال کی حلت وحرمت بنیادی معیار ہے۔ وراثت میں ملنے والا مال مکمل طور پر حلال اور طیب ہے بشر طیکہ اسے شریعت کے مطابق تقسیم کیا گیا ہو، کسی وارث کا حق ناجائز طور پر روکا یا غصب نہ کیا گیا ہو، اگر وارث اپنے شرعی حق سے محروم کر دیا جائے تو جو شخص زائد لے رہا ہے وہ غاصب ہو گا، اور اس کے لیے وہ مال حرام ہو جائے گا۔ وراثتی مال سے حاصل کی گئی آمدنی، کاروبار، زمین، یا فصل سے بنی اشیائے خورد ونوش (خوراک ومشروب) تب ہی حلال ہیں جب ان کی بنیاد شرعی تقسیم پر ہو۔

تفسیر ابن کثیر (تحت آیات وراثت) ابنِ کثیر فرماتے ہیں: "یہ دونوں آیات علمِ وراثت میں اصول کی حیثیت رکھتی ہیں، فریضۃ من اللہ: یعنی یہ اللہ کی طرف سے واجب کردہ حدود ہیں جن میں کسی قسم کی کوتاہی یا زیادتی جائز نہیں۔ وراثت کے تفصیلی حصے ان تین آیات سے مستنبط ہیں لفظ "فریضہ من اللہ" کے مفہوم پر تفصیل تفسیر میں اسی پس منظر میں بیان کی جاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں جن میں کسی قسم کی زیادتی یا کوتاہی جائز نہیں۔[112] قرطبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وراثت کے احکام کو متعین فرمایا تاکہ کسی کے حقوق ضائع نہ ہوں، اور حلال طریقے سے مال کی تقسیم ہو۔ **من أخذ مال غيره لا على وجه إذن الشرع فقد أكله بالباطل**۔ جو غیر شرعی طریقے سے کسی کا مال لے، اس نے اسے باطل طور پر کھایا۔ **من حرَم وارِثَه ميراثَهُ ... قطعه الله ميراثًا من الجنة**۔ جو وارث کو اس کا حق روکے، اللہ قیامت کے دن اسے جنت سے وراثت سے محروم کرے گا۔[113]

یہ عبارات اس اصول کو واضح کرتی ہیں کہ وراثت اللہ کا مقرر کردہ حق ہے، اور اس سے غیر قانونی طور پر محروم کرنا ظلم اور حرام ہے۔ یہ آیات عدل، مساوات اور معاشرتی توازن کا مظہر ہیں۔ وراثت کے ذریعے خاندان اور سماج میں فطری معاشی بہاؤ ممکن ہوتا ہے۔ میراث شرعی طور پر واجب حق ہے، اور جو اس کو روکے وہ باطل طریقے سے مال کھاتا ہے۔ جو وراثت میں وہ لے جس کا حق نہیں، وہ غاصب اور گناہگار ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں یہ نکتہ انتہائی اہم ہے کہ جو رزق وراثت کے ذریعے حاصل ہو، اگر وہ شریعت کے مطابق تقسیم ہوا ہو، تو وہ پاک، حلال اور طیب رزق ہے، جس سے تیار کی گئی خوراک و مشروب بھی اسلامی معیار پر پورا اترتی ہے۔ اور اگر اس مال میں غصب، محرومی یا غیر شرعی تصرف شامل ہو، تو وہ رزق حرام اور ناپاک شمار ہوگا، خواہ ظاہری طور پر کتنا ہی پاکیزہ کیوں نہ ہو۔

بیسواں معیار سرپرست فقراء کے لیے یتیم کے مال کا استعمال حلال ہونا

اسلامی قانون میں مالِ یتیم کے تحفظ کے لیے سخت احکامات ہیں، مگر ضرورت اور فقر کی حالت میں سرپرست کو "بالمعروف" یعنی معروف، متوازن اور مناسب حد تک استعمال کی مشروط اجازت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

> وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ [114]
>
> اور آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو پس اگر محسوس کرو تم ان میں دانائی تو لوٹا دو انھیں اُکے مال اور نہ کھاؤ انھیں فضول خرچی سے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ (یتیموں کے مال سے) پرہیز کرے اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھالے مناسب مقدار سے پھر جب لوٹاؤ تم ان کی طرف ان کے مال تو گواہ بنالو ان پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۔

یہ آیت اسلامی معاشی شفافیت، عدل، اور اخلاقی ذمہ داری کا جامع معیار متعین کرتی ہے، جو اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ (IFQM) کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اگر سرپرست فقیر ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں رکھتا تو وہ اتنا ہی کھا سکتا ہے جتنا ناگزیر ہو۔ یہ ضرورت پر مبنی جواز (Need-Based Permissibility) ہے۔ یہ اصول فوڈ مینجمنٹ میں وسائل کی عادلانہ تقسیم اور استحقاق کی بنیاد پر رسائی کا نظریہ پیش کرتا ہے۔ بالمعروف کی قید شامل ہے۔ معروف یعنی عرفی لحاظ سے جائز، متوازن، غیر اسراف اور نہ ہی حق تلفی پر مبنی ہو۔ اس سے اسلامی فوڈ کوالٹی کا اصول مقدار، معیار اور نیت کی تطہیر پر مبنی ہے۔ متعلقہ آیات میں شفافیت اور احتساب کا حکم دیا جاتا ہے کہ "فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ" (گواہ بنالو) کا حکم ٹرانسپیرنسی اور ٹریس ایبلٹی کی بنیاد ہے، جو موجودہ دور کے فوڈ سیفٹی قوانین سے بھی ہم آہنگ ہے۔ اسراف و بددیانتی کی روک تھام کے حوالے سے حکم دیا جاتا ہے۔ **لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا** میں غیر اخلاقی اور جلد بازی میں خورد برد سے منع کیا گیا۔ یہ موجودہ فوڈ سسٹم میں وسائل کے ضیاع اور غیر مستحق افراد کی ناجائز دسترس کو روکنے کا اصول ہے۔

> تفسیر ابن کثیر (تحت آیہ مذکورہ) میں ہے کہ گر سرپرست فقیر ہے تو وہ معروف طریقے سے کھا سکتا ہے، جیسے بقدر محنت یا خدمت کے، نہ کہ عیش و عشرت کے لیے۔[115] تفسیر قرطبی ہے کہ بالمعروف سے مراد ہے کہ اتنا ہی لے جس سے بقا ہو، نہ کہ ناجائز منافع یا مال جمع کرنے کی نیت سے۔[116] امام رازی (تفسیر کبیر) فرماتے ہیں کہ یہ اجازت محض اضطراری حالت میں ہے، اور اس میں بھی نیت اور مقدار پر سخت نظر رکھی جائے۔[117]

یتیم کے مال کی معروف حد تک اجازت فوڈ ریسورسز کی ایویڈنس بیسڈ، نیڈ بیسڈ ایلوکیشن کو ظاہر کرتی ہے۔جو کہ Resource Access Control کہلاتا ہے۔اس آیت میں اشارہ ہے کہ فوڈ ریسورسز کو وقتی ضرورت پر محدود رکھو، تا کہ مستقبل میں اس کا تحفظ ممکن ہو۔اس کو Sustainability کہتے ہیں۔ گواہی کی شرط یہ ظاہر کرتی ہے کہ خوراک کے استعمال میں بھی اخلاقی نگرانی اور سماجی نگرانی ضروری ہے۔اس کو Integrity & Accountability کہتے ہیں۔

متعلقہ آیات میں قرآنی اصول کے مطابق اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں اخلاقیات، شفافیت، حق دار تک رسائی، اور اسراف سے اجتناب جیسے عناصر کو نہایت جامع اور مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہ صرف ذاتی زندگی کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی پالیسی سازی، فوڈ ڈسٹری بیوشن، ویلفیئر، اور ہنگامی حالات میں فوڈ رسپانس کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اکیسواں معیار یتیم کے مال کا استعمال حرام ہونا

اکیسواں معیار کو سورۃ الانعام میں نہی عن منکر کے ذریعے یتیم کے مال کے قریب مت جانے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰي ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝[118]

اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ ہم نہیں تکلیف دیتے کسی کو مگر اس کی طاقت کے برابر۔ اور جب کبھی بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ ہو (معاملہ) رشتہ دار کا اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو یہ ہیں وہ باتیں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے تمہیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

یتیم کے مال کے قریب جانے سے بھی روکا گیا ہے سوائے اس طریقہ کے جو اس کی بھلائی اور حفاظت کے لیے ہو، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ یتیم کے مال ورثاء کے لیے حلال اور طیب ہے جبکہ اس کو ورثاء کے علاوہ استعمال کرنے والے کے لیے خبیث مال ہو گا اللہ کریم نے واضح فرمادیا اپنے پاک مال کو ناپاک سے تبدیل نا کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝[119]

اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو (اپنی) ردی (گندی) چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

سورۃ النساء میں یتیم کے پاکیزہ مال کو ناپاک (حرام) مال سے بدلنے اور اپنے مال میں ملا کر کھانے کو سخت گناہ قرار دیا گیا۔ بلوغ اور نکاح کی عمر تک پہنچنے پر مال واپس لوٹانے اور سرپرست کے لیے صرف ضرورت کے مطابق استعمال کی اجازت کا حکم شامل ہے۔ یتیم کے حلال اور طیب مال کو واپس لوٹا دو، جب وہ بالغ ہو جائے اور نکاح کی عمر تک پہنچ جائے تو ان کا مال واپس لوٹا دو، یہ مال امانت تھا چنانچہ امانت کو فضول خرچی سے ضائع نا کرو۔ اللہ کریم نے یتیموں کے غنی سرپرست کو ان کے مال نا کھانے سے پرہیز کا حکم دیا ہے جبکہ فقیر کو مناسب مقدار میں کھانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝[120]

بیشک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھارے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور وہ عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یتیم کے مال میں خیانت حرام اور کبیرہ گناہ ہے، یہ امانت ہے جسے صرف اصلاح و حفاظت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔[121] تفسیر قرطبی میں ہے کہ یتیم کے مال کو ناپاک سے پاک سے بدلنا بدترین ظلم ہے، اور اس ظلم میں ملاوٹ یا ناجائز استعمال بھی

شامل ہے۔[122] یتیم کے مال پر تصرف صرف شرعی مصلحت کے تحت جائز ہے[123]۔ فقیر سرپرست اپنی ضرورت کے مطابق کھا سکتا ہے، لیکن حساب دینا واجب ہے[124]۔

حرام مال کا کسی بھی شکل میں ماکولات و مشروبات میں شامل ہونا "اسلامی فوڈ کوالٹی" کے معیار کو باطل کرتا ہے۔ حلال وطیب کھانے کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں شامل کسی بھی جز کا ماخذ ناجائز یا حرام نہ ہو، خصوصاً امانت یا یتیم کا مال۔ ماکولات و مشروبات کی تیاری یا خریداری کے لیے اگر سرمایہ ناجائز ذریعہ (جیسے یتیم کا مال) سے حاصل ہو تو وہ خوراک "طیب" کے معیار پر پورا نہیں اترتی۔ یتیم کے مال میں خیانت سماجی اعتماد، معاشرتی عدل، اور معاشی شفافیت کو ختم کر دیتی ہے، جو کہ اسلامی فوڈ سسٹم کے بنیادی ستون ہیں۔ سپلائی چین مینجمنٹ کے مطابق بھی خوراک کی تیاری میں سرمایہ، خام مال، یا منافع کا کوئی حصہ بھی حرام ذرائع (امانت میں خیانت، یتیم کا مال) سے نہ ہو۔ پبلک ٹرسٹ کے لیے فوڈ انڈسٹری میں شرعی امانت داری لازمی، تاکہ صارف کو یقین ہو کہ اس کی خوراک پاکیزہ ہے۔ ہیلتھ اینڈ ایتھکس Etics کے مطابق ناجائز ذرائع سے تیار خوراک نہ صرف شرعی بلکہ اخلاقی معیار کو بھی گراتی ہے۔

بائیسواں معیار ناپ تول کی کمی سے حاصل ہونے والے مال کا حرام ہونا

قرآنِ مجید نے تجارت میں عدل و انصاف، تول و ناپ میں مکمل دیانت، اور دھوکہ دہی (کم تولنا/کمی رکھنا) کی سخت مذمت واضح انداز میں کی ہے۔ خصوصاً سورۃ المُطفِّفِين کی ابتدائی آیات (آیات 1–3) جو براہِ راست ناقص تولنے والوں کو وعید دیتی ہیں۔ یہ اخلاقی اور قانونی اصول اسلامی معیشت اور شرعیتی معیاراتِ خوراک (halal و tayyib) کے بنیادی ستونوں میں سے ہیں۔ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی بربادی کے ذریعے عدل وانصاف کے خلاف تولنے والے کو روکا گیا ہے اللہ کریم نے اس کا آئین بناتے ہوئے ناپ تول کی کمی والے حرام مال کھانے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ناپ تول کو عدل و انصاف کے ساتھ پورا کرنے کا حکم ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۞ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۞ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْوَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۞[125]

بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے ۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں ۔ اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو (ان کو) نقصان پہنچاتے ہیں۔

سورۃ المُطفِّفِين کی ابتدائی آیات تجارتی دھوکہ، ناجائز فائدہ اور معاشی عدمِ استحکام کے خلاف ہے۔ کاروبار میں انتہائی دیانت داری اور راست بازی کا حکم دیا جارہا ہے۔ عدل و انصاف کی تاکید بلیغ کی جارہی ہے کہ خواہ تمہارے قریبی رشتہ داروں کا معاملہ ہی کیوں نہ وہ میزان عدل میں جھکاؤ رونما نہ ہو۔ اسلام قبول کرتے وقت انسان جس کامل اطاعت خداوندی کا پختہ وعدہ کرتا ہے اس کو پوری طرح نباہنے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ مذکورہ بالا دو آیتوں میں زندگی بسر کرنے کے جو لازوال اصول بیان ہوئے ہیں مسلمانوں نے جب تک ان اصولوں کو اپنی عملی زندگی میں اپنایا اور سچے دل سے ان پر کاربند رہے تو ان کی سروری کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بجتا رہا۔ اور جب سے ہم نے ان حیات بخش اصولوں سے بے اعتنائی برتنی شروع کی اس وقت سے زوال وادبار کا چکر شروع ہوا۔ خدا معلوم کب ہماری چشم ہوش کھلے گی۔ اور وہ روز سعید کب طلوع ہو گا جب ہم قرآنی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر شاہراہ ترقی پر گامزن ہوں گے۔

مفسرین (مثلاً تفسیرِ ابن کثیر، تفسیرِ القُرطبی) میں یہ آیات تجارتی ایمانداری، وزن و پیمانہ کی درستگی، اور مالِ غیر میں حرام طریقے سے شامل ہونے سے روکتی ہیں۔ فقہِ معاملات میں بھی الغشّ (فراڈ/چالاکی) ناجائز قرار پایا ہے اور متاثرہ حصّوں کا ازالہ حکم شریعت ہے۔ مقصدِ شریعت (maqasid) کے تناظر میں یہ معیار حفظِ مال اور حفظِ نظام کے دائرے میں آتا ہے: قوم کے معاشی حقوق کی حفاظت ضروری ہے۔ الشافعی، مالکی اور حنفی فقہ کے نزدیک اصولِ معاہدات میں صداقت لازمی ہے۔ قرآن میں بارہا طے شدہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے **الطیّبات** حلال قرار دی گئی ہیں (مثلاً: آلِ عمرَان/المائدۃ وغیرہ میں آیات)؛ صرف لفظِ حلال کافی نہیں، بلکہ طیب یعنی جسمانی، اخلاقی اور سماجی پاکیزگی بھی لازمی ہے۔ اشیا کے حصول کا ذریعہ، ملاوٹ کا نہ ہونا، اور

غیر انسانی / غیر شرعی طریقے سے حصول سب طیب کے معیار سے خارج کرتے ہیں۔ اسلامی اخلاق فراڈ کو شدید ناپسند کرتے ہیں کسی شے کو گھٹانا یا ملانا برا ہے۔

فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں تول اور وزن میں درستگی اور لیبلنگ اور مقدار کی شفافیت ضروری ہے تول اور وزن میں کھانے پینے کی اشیا کی وزن اور حجم کی درست پیمائش، دستیاب پیکجنگ میں درست وزن حجمی دعوے، کھلے بازار میں خرید و فروخت میں عدل وانصاف، وزن، حجم، خالصتاً خریدار کو بتانا، استعمال کی ہدایات تجزیاتی کمپوزیشن، نمکین، میٹھا، چکنائی وغیرہ میں ملاوٹ کی روک تھام، فل بنامی (palm oil substitutions) وغیرہ کی جانچ، آیوینٹریکل ٹیسٹنگ (microbial/chemical) اور نیوٹریشن لیبل کی صداقت استعمال کی غیر مبالغہ آمیز اور درست آخری تاریخ شامل ہے۔

HACCP اور ISO 22000 کا بنیادی تصور خوراکی اشیاء کی سالمیت اور خطرے کی شناخت ہے؛ اسلامی معیار کے نقطۂ نظر سے HACCP کے کنٹرول پوائنٹس (e.g. weight control, ingredient verification) ناپ-تول میں صداقت کو عملی صورت دیتے ہیں۔ کنزیومر پروٹیکشن اور فوڈ لا کے تحت لیبلنگ ضوابط (Codex Alimentarius کے اصول) شریعت کی اس ہدایت کے جدید متوازی ہیں۔

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کی غالب بنیاد قرآن وسنت کے اخلاقی اصول (خاص طور پر سورۃ المطفّفین کی تنبیہ) اور فقہی قواعدِ معاملات ہیں؛ ان اصولوں کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے جدید فود- سیفٹی اسٹینڈرڈز (HACCP, ISO 22000)، Codex لیبلنگ ضوابط، اور مضبوط ٹریسیبلیٹی / سرٹیفیکیشن میکانزم مل کر ایک جامع فریم ورک بناتے ہیں۔ ناپ-تول میں کمی (fraud in weights/measure) نہ صرف مذہبی جرم ہے بلکہ معاشی ناانصافی، صارفین کا نقصان اور عوامی صحت کے خطرات کا باعث بھی ہے۔

تیسواں معیار احرام کی حالت میں شکار کا حرام ہونا

> يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۣ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ [126]
>
> اے ایمان والوں ! پورا کرو (اپنے) عہدوں کو حلال کیے گئے ہیں تمہارے لیے بے زبان جانور سوائے ان کے جن کا حکم پڑھ کر سنایا جائے گا تمہیں نہ حلال سمجھو شکار کو جب کہ تم احرام باندھے ہو بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرمات ہے جو چاہتا ہے۔

یہاں صریح طور پر کہا گیا ہے کہ عربی متن کے تحت **غیر محلی الصید و انتم حرم** یعنی احرام کی حالت میں شکار (land-game hunting) کو محلل قرار نہیں کیا گیا۔ یہ بنیادی نص ّفقہی حکم کی بنیاد ہے۔ متعدد صحیح احادیث میں اصل قاعدہ یہ ملتا ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کرنا ممنوع ہے۔ مگر تاریخی واقعات میں رسولِ اکرم ﷺ نے بعض حالات کے بعد باقیات کھانے کی اجازت دی اس سے شدتِ حرمت میں کچھ حالاتِ استثناء سامنے آئے ہیں، مگر عمومی حکم برقرار رہتا ہے جیسا کہ

> حضرت ابو قتادہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے کے لئے نکلے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ نکلے ایک جماعت کو جس میں ابو قتادہ بھی تھے دوسرے راستے سے بھیجا اور فرمایا کہ تم دریا کا کنارہ اختیار کرلو، یہاں تک کہ ہم سے آکر ملو چناچہ یہ لوگ دریا کے کنارے کنارے چلے جب وہ لوگ لوٹے تو سب نے احرام باندھا، مگر ابو قتادہ نے احرام نہیں باندھا وہ لوگ چل رہے تھے تو کئی گورخروں پر ان لوگوں کی نظر پڑی ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے مادہ کا شکار کرلیا لوگ اترے اور گوشت کھایا۔ پھر کہنے لگے کہ کیا ہم شکار کھائیں، حالانکہ احرام باندھے ہوئے ہیں۔ ہم نے اس کا باقی گوشت اٹھالیا۔ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے احرام باندھا تھا اور ابو قتادہ نے احرام نہیں باندھا تھا۔ ہم نے کئی گورخر دیکھے۔ ابو قتادہ نے ان پر حملہ کرکے ایک کا ان میں سے شکار کرلیا۔ پھر ہم اترے اور ہم نے اس کا گوشت کھایا پھر ہم نے کہا کیا ہم شکار کا گوشت کھائیں

جب کہ احرام باندھے ہوئیں ہیں ؟لوگوں نے اس کا بچا ہوا گوشت اٹھالیا اور آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس پر حملے کرنے کے لئے حکم یا اشارہ دیا تھا؟لوگوں نے کہا کہ نہیں! آپ نے فرمایا اس کا بچا ہوا گوشت کھاؤ[127]

تفسیری اور فقہی نصوص اس آیت کو یہ واضح کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں کہ جو چیزیں عام طور پر حلال ہیں وہ آپ کے لیے موجود ہیں مگر شکار کے بارے میں خاص قید ہے جب آپ احرام میں ہوں یعنی ضابطۂ احرام کی حدود کے باعث شکار کا عمل ممنوع قرار دیا گیا۔احرام ایک عبادی و اجتماعی حالت ہے جس کے ذریعے مخصوص ضوابط (لباس، عمل، حدودِ قبض و جرح وغیرہ) کی پابندی لازم ہوتی ہے؛ شکار کا ممنوع ہونا احرام کی مختصّہ تقدّس کو برقرار رکھنے کے مترادف ہے — یعنی حالتِ تواضع و قربانی میں شکار کرنا اس تقدّس سے متصادم سمجھا گیا۔اگر احرام میں شکار آزاد ہو تو حج و عمرہ کے اجتماعات میں امن و تحفظ متاثر ہو سکتا ہے؛ اسی لیے شواہد سے فقہ نے باقاعدہ پابندی رکھی تا کہ اجتماعی عبادتی فضا محفوظ رہے۔ HACCP / ISO 22000 اسلامی فوڈ معیار میں صرف "حلال" ہونے کے ساتھ ساتھ روایتی food-safety کے تقاضے (hazard analysis, CCPs, traceability) لازمی ہیں یعنی شکار شدہ گوشت کی handling، storage، microbial testing، cross-contamination controls اور traceability ریکارڈ ہونا ضروری ہے۔ حفاظتِ جان، حفاظتِ معاش، اور عبادتی نظام کی عزت یہ تمام معیارات IFQM میں اخلاقی قواعد کے طور پر شامل کیے جائیں۔ احرام میں شکار کی ممانعت اسی اخلاقی و عبادی مقصد سے منسلک ہے۔

چوبیسواں معیار غیر اللہ کے نام والے ذبیحا، سور اور خون کا حرام ہونا

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝[128]

اس نے حرام کیا ہے تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور بلند کیا گیا ہو جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیکن جو مجبور ہو جائے درآنحالیکہ وہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (بقدرِ ضرورت کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں۔ بیشک اللہ تو بہت گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝[129]

اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت پس جو مجبور ہو جائے (انکے کھانے پر بشرطیکہ) وہ لذّت کا جویا نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝[130]

آپ فرمائیے میں نہیں پاتا اس (کتاب) میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز حرام کھانے والے پر جو کھاتا ہے اسے مگر یہ کہ مردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون یا سؤر کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندہ ہے یا جو نافرمانی کا باعث ہو (یعنی) وہ جانور جس پر ذبح کے وقت بلند کیا جائے غیر خدا کا نام پھر جو شخص لاچار ہو جائے نہ نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو (حد ضرورت سے) تو بیشک آپ کا رب بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

قرآنِ مجید واضح طور پر بتاتا ہے کہ اللہ نے تم پر صرف یہ چیزیں حرام کی ہیں: مردار (dead meat)، بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت، اور وہ جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو نیز ضرورت (اضطرار) میں استثناء رکھا گیا ہے۔ یہ قرآنی نصّ فقہی حکمِ حرمت کی بنیاد ہے۔ تفسیری نقطۂ نظر سے فقہاء اور مفسّرین اس آیت کو محدود (restrictive) حکم سمجھتے ہیں: یعنی حرامی اشیاء کی تفصیل دی جا رہی ہے اور اس فہرست کے علاوہ عمومی طور پر نئی ممانعت

نہیں جوڑی جاتی؛ تاہم ذبح کے وقت نامِ غیر، اور بہتا ہوا خون وغیرہ پر فقہی تشریح واستثناء موجود ہے۔ ذبح کے رُتبے (slaughter ritual) میں نامِ اللہ کا بلند ہونا اور دیگر شرائط (قطع، رتوں کا بہ جانا وغیرہ) حلالیت کے شرائط میں شمار ہوتے ہیں یہی دائرہ IFQM میں شرعی کمپلائنس بنتا ہے۔ پروڈکٹ اور انگریڈینٹ کی شرعی حیثیت (مثلاً pork-derived، blood products، carrion) واضح طور پر ممنوع ہونی چاہیے۔ "اسمِ اللہ" کی ادائیگی، ذبح کی تکنیک، اور ذبح کے وقت وحالات کا ریکارڈ شرعی تقاضے ہیں یہ ہولڈرز کے SOPs اور کنٹریکٹس میں واضح ہوں۔ HACCP / ISO 22000 جیسے فریم ورک کے ذریعے biological/ chemical hazards (مثلاً خون سے منتقل ہونے والے خطرات، carrion-related toxins) کنٹرول کیے جائیں۔ Halal اور food-safety کو الگ پرتوں کی طرح نہیں بلکہ complementary layers کی طرح نافذ کریں۔ شریعت کے مقاصد (حفظِ جان، عفتِ معاش، عبادتی تقدس) کے مطابق animal welfare اور humane treatment کو IFQM میں لازم کریں مخصوص طور پر اس لئے کہ خنزیر یا مردار سے بچاؤ کے اسباب میں حفظِ صحت اور اخلاقی پہلو مشترک ہیں۔

فوڈ کوالٹی مینجمنٹ معیار Halal Integrity کا بنیادی ستون ہے۔ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا (CCP) Critical Control Point ہے، جس کے بغیر حلال سرٹیفکیشن باطل ہے۔ خون کا اخراج مکمل ہونا Food Safety کیلئے لازمی ہے تاکہ بیکٹیریا کی افزائش نہ ہو۔ سور اور اس کی مصنوعات کی -Cross contamination روکنا حلال سپلائی چین کا اہم تقاضا ہے۔ یہ معیار اسلامی فوڈ سسٹم میں Faith-based Hazard Control کی جامع مثال ہے، جہاں شریعت نے Biological Hazards (مردار، خون، سور) اور Theological Hazards (غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ) دونوں کو ایک ہی ضابطے میں سمو دیا۔ یہ نہ صرف انسانی جسمانی صحت کو تحفظ دیتا ہے بلکہ عقیدہ و اخلاق کی حفاظت بھی کرتا ہے، جو Codex Alimentarius یا ISO 22000 جیسے عالمی فوڈ سیفٹی اسٹینڈرڈز سے زیادہ جامع ہے۔ یہ ممانعت ایمان وعبادت کے تحفظ، مشرکانہ رسوم سے اجتناب، اور پاکیزگی کے حکم پر مبنی ہے۔ مردار اور خون میں مائیکروبیل آلودگی، زہریلے ٹاکسنز اور بیماریوں کے پھیلاؤ کا خطرہ زیادہ ہے۔ سور کا گوشت متعدد زونوٹک امراض (مثلاً Trichinosis) کا ذریعہ ہے۔ فوڈ کوالٹی مینجمنٹ میں یہ معیار (CCP) Critical Control Point کی حیثیت رکھتا ہے: ذبیحہ کے وقت بسم اللہ کا اعلان، خون کا مکمل اخراج، اور غیر اللہ کی نیت کا اخراج یقینی بنانا۔ یہ معیار اسلامی فوڈ سیفٹی سسٹم میں Faith-based Hazard Prevention کی اعلیٰ مثال ہے، جہاں شرعی احکام اور سائنسی فوڈ سیفٹی پروٹوکولز ہم آہنگ ہو کر ایک Halal Assurance System تشکیل دیتے ہیں۔ اس کا مقصد نہ صرف جسمانی صحت کی حفاظت ہے بلکہ روحانی واخلاقی طہارت کو بھی یقینی بنانا ہے، جو کہ ISO 22000 جیسے جدید معیارات سے آگے کا جامع ماڈل فراہم کرتا ہے۔

پچیسواں معیار گلا گھوٹنے، چوٹ اور درندے کے شکار سے مرنے والا جانور کا حرام ہونا

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَي النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝[131]

حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے مرا ہوا، چوٹ سے مرا ہوا، اوپر سے نیچے گر کر مرا ہوا، سینگ لگنے سے مرا ہوا اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو اور (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر (اور یہ بھی حرام ہے) کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ سب نافرمانی کے کام ہیں آج مایوس ہو گئے ہیں جنھوں نے کفر اختیار کیا تھا تمہارے دین سے سو نہ ڈرو تم ان سے اور ڈرو مجھ سے آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین

اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالی کہ نہ جھکنے والا گناہ کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

المائدۃ 5:3 میں صراحت ہے کہ درج ذیل جانور حرام ہیں۔ **المُنخَنِقَة** ۔ گلا گھٹنے سے مرنے والا (یعنی سانس بند ہو کر موت)۔ **المَوقوذة** چوٹ یا ضرب سے مرنے والا (Physical trauma)۔ **المُتردّية** اوپر سے گر کر مرنے والا (Fall injury)۔ **النَطِيحة** سینگ لگنے سے مرنے والا۔ **ما أكل السّبع** جسے درندے نے شکار کیا ہو (Predation)۔ ان سب میں ایک استثنا ہے **إلّا ما ذكيتم** اگر جانور مرنے سے پہلے زندہ ہو اور شرعی ذبح ہو جائے تو حلال ہے۔ یہ ممانعت قطعی اور منصوص ہے، صحتِ انسانی اور پاکیزگیِ ذبیحہ دونوں کو ملحوظ رکھتی ہے۔ اگر جانور موت کے قریب ہے لیکن ابھی جان باقی ہے، تو ذبح کرنے پر حلال ہو جائے گا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ

حضرت ابن کعب بن مالک نے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ آپ کے والد نے بیان کیا کہ ان کی ایک لونڈی مقام سلع میں بکریاں چرایا کرتی تھی، اس نے ریوڑ میں ایک بکری کو دیکھا کہ مرنے کے قریب ہے، چناچہ اس نے ایک پتھر توڑا اور اس بکری کو ذبح کر ڈالا، تو کعب نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب تک میں نبی ﷺ کے پاس خود جا کر یا کسی کو بھیج کر دریافت نہ کر الوں تم لوگ اس کو نہ کھاو، چناچہ کعب نبی ﷺ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے یا کسی کو بھیج کر دریافت کیا تو نبی ﷺ نے اس کھانے کا حکم دیا۔[132] اسی طرح مزید وضاحتی ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ حضرت عبایہ بن رافع اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس چھری نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اس کو کھالو، بشرطیکہ ناخن اور دانت نہ ہو، ناخن تو حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے، ایک اونٹ بھاگ گیا، جسے (تیر مار کر کسی نے) روکا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان چوپایوں کی عادت بھی جنگلی جانوروں کی طرح ہے، اس لئے اگر تم پر ان میں سے کوئی غالب آجائے تو اس کے ساتھ یہی کرو۔[133] ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں، لیکن ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور کھاؤ حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ لوگ اس وقت کفر کے زمانہ کے قریب تھے، علی نے در اور دی سے اور ابو خالد و طفاوی نے اس کے متابع حدیث روایت کی ہے۔[134]

اضطرار (شدید بھوک و جان بچانے کی حالت) میں بقدر ضرورت اجازت ہے، بشرطیکہ گناہ کا ارادہ نہ ہو (المائدۃ 5:3)۔ یہ معیار Animal Welfare اور Meat Hygiene دونوں سے جڑا ہے، کیونکہ مذکورہ اموات میں خون کا مکمل اخراج نہیں ہوتا، جس سے گوشت مضر صحت اور آلودہ ہو جاتا ہے۔ یہ Critical Safety Limit متعین کرتا ہے: موت کا سبب شرعی ذبح ہو، نہ کہ حادثہ یا شکاری جانور۔ **إلّا ما ذكيتم** کا اصول حلال پروسیسنگ میں Recovery Protocol کے طور پر استعمال ہوتا ہے، یعنی جزوی زخمی جانور کو فوراً ذبح کر کے حلال بنایا جا سکتا ہے۔ یہ معیار Islamic Food Quality Management میں Pre-slaughter Hazard Control کی مثال ہے، جو نہ صرف شرعی پاکیزگی بلکہ microbiological safety کو بھی یقینی بناتا ہے۔ شریعت نے فطری موت یا غیر شرعی طریقہ سے مرنے والے جانور کو Intrinsic Biological Hazard قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں خون اور ٹاکسن باقی رہ جاتے ہیں۔ اس اصول کی سائنسی مطابقت Codex HACCP Principle 1 (Hazard Analysis) اور OIE Animal Welfare Standards سے بھی ہے، مگر شریعت کا دائرہ اس سے زیادہ وسیع ہے کیونکہ یہ ایمان و عقیدہ کے پہلو کو بھی ساتھ شامل کرتی ہے۔

چھبیسواں معیار جوئے کی رقم اور شراب کا حرام ہونا

اسلامی کوالٹی معیارات میں سماجی و معاشی اثرات (Social-Economic Ethics) بھی شامل ہے کہ غذا کسی ظلم، دھوکہ، ذخیرہ اندوزی یا حرام کمائی سے حاصل نہ کی گئی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ من غش فليس مني[135]۔ جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ فوڈ میں فراڈ، ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے خلاف سخت اخلاقی معیار کی نمائندگی کرتا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝[136]

وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کی بابت، آپ فرمائیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور کچھ فائدے بھی ہیں لوگوں کے لیے اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے اور پوچھتے ہیں آپ سے کیا خرچ کریں فرمایے جو ضرورت سے زیادہ ہو اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنے حکموں کو تاکہ تم غور و فکر کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝[137]

اے ایمان والو! نہ قریب جاؤ نماز کہ جب کہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو (زبان) سے کہتے ہو اور نہ جنابت کی حالت میں مگر یہ کہ تم سفر کر رہے ہو یہاں تک کہ تم غسل کرلو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے یا ہاتھ لگایا ہو تم نے (اپنی) عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو (اس صورت میں) تیمم کرلو پاک مٹی سے اور (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ہاتھ پھیرو اپنے چہروں پر اور اپنے بازوؤں پر بیشک اللہ تعالیٰ 81 معاف فرمانے والا بڑا بخشنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِاللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝[138]

اے ایمان والوں! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیز سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

یہ حکم منسوخ نہیں ہوا اور قیامت تک جاری ہے۔ شراب کی ہر قسم اور جوئے کی ہر صورت حرام ہے، خواہ مالی لین دین میں ہو یا کھیل کی صورت میں۔ جو چیز بذاتِ خود حرام ہے یا حرام ذریعے سے حاصل ہو، وہ کھانے پینے اور تجارت میں داخل نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شراب پر اور اس کے لئے رس نکالنے والے اور رس نکلوانے والے پر اور اسے اٹھانے والے اور اسے اٹھوانے والے پر لعنت فرماتے ہیں۔[139]

حضرت انس بن مالک ؓ روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ ؓ انصاری نے حضور اکرم ﷺ سے ان یتیموں کے بارے میں سوال کیا جنہیں میراث میں شراب ملی تھی (کہ اس شراب کا کیا کریں) آپ نے فرمایا کہ اسے بہا دو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اسے سرکہ نہ بنالوں۔ فرمایا کہ نہیں۔[140] حلال کمائی کی شرط: نبی ﷺ نے فرمایا:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے آپ ﷺ نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہو گئیں، آپ ﷺ نے غلہ کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ تر حصہ اوپر نہیں کرسکتے تھے کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر فرمایا جس نے دھوکہ دیا ہو مجھ سے نہیں۔[141]

جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ یہ اصول Food Fraud Prevention میں بنیادی معیار ہے۔ Social-Economic Ethics: اسلامی فوڈ کوالٹی صرف غذائی اجزاء اور ذبح کے معیار تک محدود نہیں بلکہ معاشی ذرائع کی پاکیزگی بھی لازم ہے۔ مالی ماخذ کا معیار: خوراک حرام کمائی سے خریدی گئی ہو (مثلاً جوئے کی رقم یا شراب کی تجارت سے)، تو وہ شرعاً ناپاک اور غیر قابل قبول ہے، اگرچہ غذائی لحاظ سے اس میں کوئی ضرر نہ ہو۔ مارکیٹ فِٹ اینڈ فراڈ کنٹرول: حلال سرٹیفکیشن میں شریعت یہ شرط رکھتی ہے کہ سپلائی چین میں حرام ذرائع یا دھوکہ دہی شامل نہ ہو۔ شراب طبی تحقیق کے مطابق دماغی افعال، جگر، اعصاب اور سماجی تعلقات پر منفی اثرات، حادثات اور تشدد میں اضافہ کرتی ہے۔ جو امعاشی بدحالی، خاندانوں میں انتشار، جرم میں اضافہ، اور پیداواری وقت کا ضیاع ہے۔ اسلامی تناظر میں: یہ دونوں نہ صرف جسمانی اور معاشرتی نقصان کا باعث ہیں بلکہ روحانی پاکیزگی کو بھی ختم کرتے ہیں۔

یہ معیار Islamic Food Quality Management میں Ethical Sourcing اور Socio-Economic Purity کا ماڈیول ہے۔ جدید فوڈ سیفٹی سسٹمز) جیسے Codex Alimentarius یا (ISO 22000 زیادہ تر Physical, Chemical, Biological Hazards پر فوکس کرتے ہیں، جبکہ اسلام اس میں Financial & Spiritual Hazards کو بھی شامل کرتا ہے۔ اس کا دائرہ HACCP Principle 1 (Hazard Analysis) سے وسیع ہے، کیونکہ اس میں معاشرتی اخلاقیات، مالی ماخذ، اور صارف کے روحانی تحفظ کو بھی معیار میں شامل کیا جاتا ہے۔

ستائیسواں معیار نازل ہونے والے عذاب شدہ جانور کا حرام ہونا

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝[142]

پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) واضح نشانیاں تھیں پھر بھی وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ (پیشہ ور) مجرم تھے۔

اس آیت میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے متواتر عذابوں کا ذکر ہے، جو کھانے پینے اور ماحولیاتی نظام کو براہِ راست متاثر کرتے تھے۔ ٹڈی دَل، قُمَّل (جوئیں / کیڑے)، مینڈک، اور خون کا ظہور فطری غذائی وسائل کی تباہی اور خوراک میں آلودگی کا سبب بنا، جو انسانی صحت اور طہارت کے اصولوں کے منافی ہے۔ اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کے اصول کے تحت، ایسی خوراک جس پر اللہ کا عذاب آیا ہو یا جو فاسد و مضر صحت ہو، حرام قرار دی جاتی ہے، کیونکہ یہ نہ صرف جسمانی نقصان بلکہ روحانی اور اخلاقی زوال کا باعث بھی ہے۔ اس معیار میں خوراک کے انتخاب میں "حلت وطہارت" کے قرآنی اصول اور "سدّ ذرائع" کا فقہی تصور نمایاں ہے، تاکہ ایسی کسی بھی غذا سے اجتناب ہو جو اللہ کے غضب یا فطری آفات کے سبب غیر محفوظ ہو۔

متعلقہ آیت میں قرآنی اصول کے مطابق اللہ کے عذاب سے متاثرہ اشیاء کو ترک کرنا حفاظتِ ایمان اور صحت دونوں کا تقاضا ہے[143] اور فقہی قاعدہ کے مطابق **كل ما كان ضاراً فهو حرام**[144]۔ یعنی ہر وہ چیز جو ضرر رساں ہو، شرعاً ممنوع ہے۔ فوڈ سیفٹی پہلو کے مطابق آفات سے متاثرہ فصل یا جانور مائیکروبیل آلودگی، زہریلے مادوں اور بیماریوں کا منبع بن سکتے ہیں۔(Codex Alimentarius, WHO/FAO Standards) عذاب سے متاثرہ چیز کا استعمال اللہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور "حلت و حرمت" کے نظام کی بے حرمتی ہے۔

خلاصہ

اسلامی فوڈ کوالٹی مینجمنٹ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے کھانے پینے کے معاملات میں صرف وہی چیز منتخب کرے جو عقیدہ، صحت، صفائی اور معاشرتی عدل کے تقاضوں کے مطابق ہو۔ یہ 27 معیارات فرد کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ رزق کے بارے میں مثبت سوچ، پختہ یقین اور شکر گزاری اختیار کرے، حلال وطیب کو اپنائے اور حرام و مضر چیزوں سے بچے۔ یوں یہ نظام نہ صرف جسمانی صحت بلکہ روحانی پاکیزگی، اخلاقی بلندی اور اجتماعی خوشحالی کا ضامن ہے۔

اللہ نے سورۃ البقرۃ میں امر بالمعروف کے ذریعے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ۔ اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو سے[145] اشیائے خورد ونوش کی کوالٹی مینجمنٹ کے پہلے معیار کو، اسی طرح سورۃ النحل میں اللہ کے دیئے ہوئے رزق کے ساتھ حلال اور طیب کھانے کا حکم کے ذریعے[146] دوسرا معیار کو، سورۃ الانعام میں نہی عن منکر کے ذریعے یتیم کے مال کے قریب مت جانے[147] کے ساتھ تیسرے معیار کو ، امر بالمعروف کے ذریعے ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرنے کے حکم کے ذریعے[148] چوتھے معیار کو، سورۃ المائدہ میں نہی عن منکر کے ذریعے احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت اور بے زبان جانور کے حلال کرنے کے[149] انتخاب کے ساتھ پانچویں معیار کو اور پاک چیزیں حلال اور وہ شکار جو تم اللہ کے نام کو لیتے ہوئے اپنے سکھائے گئے شکاری جانوروں سے کرتے ہو[150] کے ساتھ چھٹے معیار، سورۃ النحل میں نہی عن المنکر کے ذریعے حرام کردہ اشیاء مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو[151] کے ساتھ ساتویں معیار کو واضح کیا۔ اللہ کریم سے دعا ہے امت محمدیہ ﷺ کو قرآن سے رہنمائی لیتے ہوئے حلال اشیائے خورونوش کو استعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ جات

[1] القرآن، سورۃ البقرۃ:168

[2] القرآن، سورۃ المرسلات:27

[3] صحیح مسلم:1015

[4] المجموع شرح المهذب، مصنّف: الإمام النووي (متوفی 676ھ)، جلد:9، صفحہ:32، ناشر: دار الفكر، بیروت (یہ عبارت امام نوویؒ نے طیب و خبیث کی تعریف میں فقہی بحث کے دوران ذکر کی، جب وہ مکروہ و حرام اشیاء کی تمیز اور استعمال کے آداب واحکام بیان کر رہے تھے۔) سورۃ الأعراف، آیت:157، تفسیر ابن کثیر، ج2، ص293، تفسیر القرطبی، ج7، ص202

[5] الجامع لأحكام القرآن، الإمام أبو عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي (متوفی 671ھ)، جلد:7، صفحہ:202، آیت: سورۃ الأعراف، آیت 157، ناشر: دار الكتب المصرية، القاهرة / دار إحياء التراث العربي، بیروت

[6] زاد المعاد في هدي خير العباد، الإمام شمس الدين محمد بن أبي بكر بن القيم الجوزية (متوفی 751ھ)، جلد:4، صفحہ:10، باب: فصل في هديه صلى الله عليه وسلم في الأطعمة والأشربة، ناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت (أو: دار عالم الفوائد، مكة المكرمة، تحقيق شعيب الأرناؤوط)

[7] شرح صحیح مسلم، الإمام محيي الدين يحيى بن شرف النووي (متوفی 676ھ)، جلد:13، صفحہ:97، حدیث: شرح حدیث: "إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً..." (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ)، ناشر: دار إحياء التراث العربي، بیروت

[8] Dale H. Besterfied, Total Quality Management 3rd Ed. (Uttar Pradesh: Pearson), 01.

9 Surah Al-Baynah, 98: 7-8.

10 Surah Hud, 11: 6.

11 Surah Al-Ankabut, 29: 60.

12 Surah Al-Ankabut, 29: 62.

13 Surah Al-Imran, 3: 26-27.

14 Surat al-Rum, 30: 37.

15 Surah Saba, 34: 36.

16 Surah Yasin, 36: 47.

17 Surah Al Zumar, 39: 52.

18 Surat Yunus, 10: 31.

19 Surat al-Rum, 30: 40.

20 Surah Saba, 34: 24.

21 Surah Hud, 11: 3.

22 Surah Mulk 67: 15.

23 Surat al-Hijr, 15: 19-22.

[24] الإمام الشاطبي، أبو إسحاق إبراهيم بن موسى اللخمي الغرناطي الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، تحقيق: د. عبد الله درازیاد. مشهور حسن، جلد جلد 2 اور 3، باب: مباحث متعلقہ باب-"مقاصد الشريعة" خصوصاً باب في مقاصد التشريع المتعلقة بالمكلفين

[25] الغزالي. الإمام أبو حامد محمد بن محمد الغزالي (رحمہ اللہ)، إحياء علوم الدين. دار المعرفة – بیروت، الجزء الرابع، باب: کتاب التوکل، فصل في حقيقة التوكل وما يتعلق بہ، موضوع: رزق، توکل، قناعت، اسباب ومسببات، ص: 275–233

26 Surat al-An'am, 6: 151.

27 Surat al-Tawba, 9: 28.

[28] الغزالی، احیاء علوم الدین، کتاب التوکل، جلد 4، صفحہ 298، دار المعرفۃ، بیروت

29 Surah Al-Israa, 17: 70.

30 Surah Al-A'raf, 7: 31.

31 Al-Baqarah, 2: 172.

32 Surat al-Nahl Makiya, 16: 72.

33 Surat al-Nahl Makiya, 16: 112.

34 Surah Al-Ankabut, 29: 17.

[35] امام الغزالی، احیاء علوم الدین، جلد 4، کتاب الشکر، صفحہ 1070 (دار المنہاج، بیروت)

36 Surah Al-Anfal, 8: 26.

37 Surah Saba, 34: 15.

38 Surah Nuh, 71: 10-12.

[39] احیاء العلوم"، اردو ترجمہ از مولانا محمد اجمل شاہ جہاں پوری، جلد چہارم، کتاب الشکر، صفحہ: 192 تا 220 (مطبع دار الاشاعت، کراچی)

[40] امام ابو اسحاق الشاطبی، الموافقات، جلد: 2، باب: المقاصد العامۃ للشریعۃ، صفحہ: 213 (مطابق دار ابن عفان طبع)

[41] امام فخر الدین الرازی، التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)، جلد: 2، تحت آیت: سورۃ البقرہ، آیت 172، دار احیاء التراث العربی، صفحہ: 420

[42] سید قطب شہید، في ظلال القرآن، جلد: 1، آیت: سورۃ البقرہ، آیت 172، صفحہ: 138

43 Al-Baqarah, 2: 60.

44 Surah Taha 20:81.

45 Surat al-An'am, 6: 142.

46 Surah Al-Mu'minun, 23: 51.

47 Al-Baqarah, 2: 168.

48 Surah Al-Ma'idah, 5: 88.

49 Surat al-Nahl Makiya, 16: 114-115.

50 Surah Al-A'raf, 7: 32.

51 Surat Yunus, 10: 93.

[52] الإمام الشاطبي، الموافقات في أصول الشريعة، تحقيق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، دار ابن عفان، الطبعة الأولى، 1417ھ- / 1997م، المجلد 2، ص 14-15، 31-32

[53] امام الشاطبی، الموافقات، ج2، ص 8-10

[54] امام الغزالی، المستصفی (ج 1، ص 139)، امام الشاطبی، الموافقات (ج2، ص 8-10)، یہ ترتیب "المقاصد الضروریہ الخمسۃ" کے نام سے مشہور ہے۔

[55] Imam al-Shāṭibī, al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharīʿah, vol. I–II (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 2005),

[56] الموافقات، ج2، ص 8، دار المعرفة

[57] الفخر الرازي، مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، سورة البقرة، آية 168، ج4، ص 190-192

[58] الإمام الغزالي، إحياء علوم الدين، دار المعرفة، بيروت، الجزء الرابع (كتاب آداب الأكل)، ص 4-6، 14-18

[59] سید قطب، في ظلال القرآن، دار الشروق، الطبعة السادسة، 1424ھ- / 2004م، سورة البقرة، آية 172، ج 1، ص 137-139، سورة النحل، آية 114، ج 4، ص 2123-2125

[60] الطبرانی، المعجم الأوسط، جلد 7، صفحہ 346، حدیث نمبر: 7504

[61] زاد المعاد، ج4، ص 223، ابن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، جلد 1، صفحہ 523، الطب النبوي، ابن القيم، دار الفكر، صفحہ 27، كشاف القناع، للبهوتي، جلد 6، صفحہ 192، السلسلة الضعيفة، الألباني، حديث: 5266

[62] امام نووی، شرح النووی علی صحیح مسلم، جلد: 13، صفحہ: 202، ناشر: دار إحياء التراث العربي

63 Al-Baqarah, 2: 22.

64 Surah Ibrahim, 14: 32.

65 Surat al-An'am, 6: 99.

66 Surat al-An'am, 6: 141.

67 Surat al-An'am, 6: 119.

68 Surat al-An'am, 6: 121.

[69] تفسیر ابن کثیر، جلد 2، ص 151، مطبع دار السلام

[70] تفسیر کبیر، جلد 5، ص 156

[71] الموافقات، جلد 2، ص 370

[72] احکام القرآن، امام جصاصؒ، جلد 1، ص 167، تفسیر آیت سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۱۹

73 Surat Yunus, 10: 59.

74 Surah Al-A'raf, 7: 157.

75 Surah Al-Hajj, 22: 30.

76 Surat al-An'am, 6: 143-144.

[77] تفسیر کبیر، ج 14، ص 185

[78] شرح مسلم، ج 13، ص 202

[79] الموافقات، ج 2، ص 364

[80] ابن قیم الجوزیۃ، إعلام الموقعین عن رب العالمین، جلد 3، صفحہ 3، تحقیق: محمد محیي الدین عبد الحمید، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان

[81] فی ظلال القرآن، سورہ اعراف 7:157

4:4. 82 Surat al-Nisa

[83] تفسیر کبیر، النساء:4

[84] الجامع لأحکام القرآن، النساء:4

[85] التحریر والتنویر، النساء:4

86 Surah Al-Ma'idah, 5: 96.

87 Surat al-Nahl Makiya, 16: 14.

88 Surah Fatir 35: 12.

[89] ابن کثیر، ج 2، ص 18

90 Surah Al-Ma'idah, 5: 4.

[91] صحیح بخاری، کتاب الذبائح، حدیث 2484

[92] ابن کثیر، تفسیر المائدہ:4

[93] قرطبی، المائدہ:4

94 Surah Al-Ma'idah, 5: 5.

[95] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، المائدہ 5:5، 2. الرازی، مفاتیح الغیب، ج 12، ص 58، 3. القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، المائدہ 5:5

[96] تفسیر قرطبی، المائدہ 5:5

[97] صحیح بخاری، کتاب الذبائح، باب ماذُکر اسم اللہ علیہ من الذبائح وغیرھا حدیث نمبر: 2057

98 Al-Baqarah, 2: 57.

99 Surah Al-A'raf, 7: 160.

100 Surah Taha 20:80.

[101] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، سورۃ الأعراف، آیت 160، دار طیبہ، ریاض، 1999، ج 3، ص 414

[102] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، سورۃ البقرہ، آیت 57، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 2006، ج 1، ص 387

[103] الفخر الرازی، التفسیر الکبیر، سورۃ البقرہ، آیت 57، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1999، ج 3، ص 181

104 Surat al-Nisa 4:5.

[105] السرخسی، المبسوط، جلد 11، صفحہ 149، (باب الحجر علی السفھاء)، الاختیار لتعلیل المختار، ج 3، ص 197

[106] ابن کثیر، تفسیر سورۃ النساء 4:5

[107] تفسیر القرطبی، تحت آیہ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ. النساء 4:5 الجامع لأحکام القرآن، قرطبی، ج 5، ص 23

[108] سید قطب، فی ظلال القرآن، تحت تفسیر سورۃ النساء: آیت 5

[109] یوسف القرضاوی، فقہ الزکاۃ، جلد 1، صفحہ 129، (باب: الحجر علی السفیہ)

110 Surat al-Nisa 4:7-8

111 Surat al-Nisa 4:11-14.

[112] تفسیر ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 276، تحت آیاتِ وراثت

[113] تفسیر القرطبی، تحت سورۃ النساء آیہ: 14-11 ,8-7 :4 الجامع لأحکام القرآن، قرطبی

114 Surat al-Nisa 4:6.

[115] تفسیر ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 275 تحت آیاتِ سورۃ النساء آیت نمبر 6

[116] تفسیر القرطبی، تحت سورۃ النساء آیہ: نمبر 6 الجامع لأحکام القرآن، قرطبی

[117] الفخر الرازی، التفسیر الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1999، ج 3، ص 181

118 Al-An'am, 6: 152.

119 Surat al-Nisa 4:2.

120 Surat al-Nisa 4:7-8.

121 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تفسیر آیات 6:152، 4:2، 4:6، 4:10۔

122 القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، تحت آیات مذکورہ۔

123 النووی، روضۃ الطالبین، باب أمانات اور ابن تیمیہ، الفتاوی الکبری، جلد 5، ص 399

124 الفیروزآبادی، بصائر ذوی التمییز، ج 3، ص 212 (مفہومِ حوب کبیر)

125 Al-Mutafifin 83: 1-3.

126 Surah Al-Ma'idah, 5: 1.

127 صحیح بخاری، باب محرم شکار کی طرف غیر محرم کے شکار کرنے کے لئے اشارہ نہ کرے، حدیث نمبر: 1824، جلد اول: حدیث نمبر 1751

128 Al-Baqarah, 2: 173.

129 Surat al-Nahl Makiya, 16: 115.

130 Surat al-An'am, 6: 145.

131 Surah Al-Ma'idah, 5: 3.

132 صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5501، جلد سوم: حدیث نمبر 479

133 صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5503، جلد سوم: حدیث نمبر 481

134 صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5507، جلد سوم: حدیث نمبر 485

135 کتاب الإیمان، صحیح مسلم: 101، سنن ابن ماجہ، حدیث: 2224، مسند أحمد، حدیث: 23403، سنن دارمی، باب في النهي عن الغش، ج 2، ص 285

136 Al-Baqarah, 2: 219.

137 Surat al-Nisa 4:43

138 Surat al-Ma'idah 5:90-91

139 سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: 3674، جلد سوم: حدیث نمبر 282

140 سنن ابو داؤد، حدیث نمبر: 3675، جلد سوم: حدیث نمبر 283

141 صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 284

142 Surah Al-A'raf, 7: 133.

143 تفسیر ابن کثیر، ج 3، ص 431، دارالسلام، الجامع لأحکام القرآن، قرطبی، ج 7، ص 309، دارالکتب العلمیۃ

144 الاشباہ والنظائر، امام جلال الدین سیوطی، ص 60، مکتبۃ دارالباز

145 Al-Baqarah, 2: 60.

146 Surat al-Nahl Makiya, 16: 114.

147 Al-An'am, 6: 152.

148 Al-An'am, 6: 152.

149 Surah Al-Ma'idah, 5: 1.

150 Surah Al-Ma'idah, 5: 4.

151 Surat al-Nahl Makiya, 16: 114-115.